

”جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں“ (بخاری، مسلم)

تحفہ رمضان

استقبالِ رمضان

* رمضان المبارک کی فضیلت

* عظمتِ صائم و قلیل طعام

* رہنمائی اعکاف



نام کتاب	:	تحقیقہ رمضان
ناشر	:	مدیر مطبوعات، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی
مقام اشاعت	:	مرکزی دفتر: B-375 علامہ شیعہ احمد عثمانی روڈ بلاک 6، گلشنِ اقبال، کراچی
ای میل	:	فون: +92-21-34993436-7
ویب سائٹ	:	شعبیہ مطبوعات، قرآن اکیڈمی یسین آباد، شارع قرآن اکیڈمی، بلاک 9، فیڈرل بی ایریا، کراچی
طبع (12)	:	فون: +92-21-36806561
تعداد	:	Publications@QuranAcademy.com
قیمت	:	www.QuranAcademy.com
	:	شعبان المعلم ۱۴۲۲ھ مارچ ۲۰۲۱ء
	:	4,000
	:	40 روپے

ملک بھر میں قرآن اکیڈمیز و مرکز

Karachi:

Quran Academy Defence 021-35340022-4 Quran Academy Lahore 042-35869501-3
Quran Academy Yaseenabad -021-36337361

36806561

Quran Markaz Korangi 021-35078600

Quran Markaz Gulistan-e-Johar 021-34030119

Lahore:

Quran Academy Lahore 042-35869501-3
Multan:

Quran Academy Multan 061-6510451
6520451

Islamabad:

Quran Academy Islamabad 051-2605725

Hyderabad:

Quran Academy Qasimabad 022-2106187

Quran Markaz Latifabad 022-3860489

Gujranwala:

Quran Markaz Gujranwala 055-3891695
0334-4600937

Peshawar:

Quran Markaz Peshawar 091-2584824
2019541

Malakand:

Quran Markaz Temargara 0945-601337

Sukkur:

Quran Markaz Sukkur 071-5807281

Quetta:

Quran Academy Quetta 081-2842969

Jhang:

Quran Academy Jhang 047-7630861 - 7630863

Faisalabad:

Quran Academy Faisalabad 041-2437618

Azad Kashmir:

Quran Markaz Muzaffarabad
0982-2447221



شَهْرُ رَضَاعِ الْذِي
هُنَّا لِلنَّاسِ وَبَيْنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

أَنزَلَ فِيهِ الْكِتَابَ

فہرست

عنوان	عنوان		
صفحہ نمبر	صفحہ نمبر		
51	النواری طعام	6	رمضان المبارک کی فضیلت
52	ضیافت افطار	7	رمضان المبارک کی اہمیت
53	اهتمامِ طعام اور ضیافت	9	رمضان اور قرآن
55	روہنماۓ اعتکاف	10	روزہ کی فرضیت اور غرض و غایت
56	اعتكاف	11	دومتوازی عبادتیں
56	شب قدر کی دعا	12	عظمتِ صیام
57	کیا کرنا ہے؟	13	عظمتِ قرآن
58	کیا نہیں کرنا ہے؟	16	صحابہ کرام ﷺ کی تراویح
59	حدود و مسجد کا مطلب	17	دورہ ترجمہ قرآن کی مختصر تاریخ
60	مسجد کے آداب	18	قرآن کریم سے ہمارا تعلق
60	سوئے اور جانے کے آداب	18	قرآن مجید کے حقوق
61	نمازِ صحیح ترجمہ	19	ذرا سوچیے!
63	تجھر کی فضیلت اور اہمیت	21	شہر عظیم اور فتح عظیم
64	اشراق اور چاشت کے نوافل	23	رمضان المبارک سے قبل اس کی تیاری
65	فضیلتِ تلاوت قرآن	25	رمضان المبارک کے دوران انفرادی امور
66	کھانے کے آداب	34	رمضان المبارک اور اجتماعی امور
67	پانی پینے کے آداب	38	رمضان المبارک اور انفاقی مال
67	بیتِ الخلاء کے آداب	41	عظمتِ صیام اور تقلیلی طعام
68	مجلس کے آداب	42	تقویٰ کیا ہے؟
		49	افطار اور کھانا

استقبالِ رمضان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب رمضان آتا ہے، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔“ - (بخاری، مسلم)

رمضان المبارک کی فضیلت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَجْبَ، قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجْبٍ وَشَعْبَانَ وَ
بِلْغَنَارِ مَصَانَ (۱)

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں، جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو اللہ کے رسول ﷺ اس طرح دعا فرماتے، ”اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت فرماؤ۔ میں رمضان تک پہنچا۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فَتَبَّعْثُ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ وَغُلَقْتُ
أَبْوَابَ جَهَنَّمَ وَسُلِّسِلَتِ الشَّيَاطِينِ (۲)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ
الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلَقْتُ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتَّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ
يُغَلَّقْ مِنْهَا بَابٌ وَيَنْدَادِي مُنَادِيَ يَا باغِيَ الْخَيْرِ أَقْبَلَ وَيَا باغِيَ الشَّرِّ أَقْبَرَ وَلَلَّهُ عَتَّقَاهُ مِنَ النَّارِ
وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ (۳)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں اور جنات جکڑ دیے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک دروازہ بھی کھلانہیں رہتا۔ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، ان میں سے ایک بھی بند نہیں رہتا۔ اور ایک پکارنے والا پکار لگاتا ہے: اے خیر کے طالب آگے بڑھ (یعنی اور نیکیاں کر) اور اے شر کے شوقین بازاً (یعنی برائی کو چھوڑ دے)۔ اور اللہ کی طرف سے رمضان کی ہرات جہنم سے آزادی دی جاتی ہے۔“

(۱) شعب الایمان للبیهقی، کتاب الصیام، باب تخصیص شہر رجب بالذکر

(۲) صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس و جنوده

(۳) جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی فضل شهر رمضان

رمضان المبارک کی اہمیت

عَنْ سُلْطَانِ الْفَارَسِيِّ قَالَ: حَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ فِي أَخْرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ فَقَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَّ كَشَهْرٍ فِيهِ لَيْلَةٌ حَيَّزَ مِنَ الْأَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَ قِيَامَ لَيْلَهُ تَطْلُبُ عَامَنَ تَقْرَبُ فِيهِ بِحَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَذْى فِرِيْضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَذْى فِرِيْضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَذْى سَبْعِينَ فِرِيْضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّابِرِ وَ الصَّابِرُ ثَوابُهُ الْجَنَّةُ وَ شَهْرُ الْمَوَاسِيَةِ وَ شَهْرُ زِيَادَةِ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مِنْ فَطَرِ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذَنُوبِهِ وَ عَثْقَرَقَيْهِ مِنَ النَّارِ وَ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْفَضَّ مِنْ أَخْرِهِ شَنِيْقُ لَنْتَارِ رَسُولُ اللَّهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يَنْفَطِرُ بِهِ الصَّائِمُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ يُغْطِي اللَّهُ هَذَا التَّوَابُ مِنْ فَطَرِ صَائِمًا عَلَى تَمْرَةً أَوْ مَذْقَةً أَبْنِي أَوْ شَرْبَةً قَمَاءً وَ مَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرُ أَوْلَهُ رَحْمَةً وَ أَوْسَطُهُ مَغْفِرَةً وَ أَخِرُهُ عَثْقَرَقَيْهِ مِنَ النَّارِ مِنْ خَفْفَ عنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفْرَةُ اللَّهِ وَ أَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ⁽⁴⁾

حضرت سلمان فارسي رض سے روایت ہے، شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ دیا۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فیگن ہو رہا ہے۔ اس مبارک مہینے کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں (قرآن حکیم کے ساتھ) قیام کو باعث اجر و ثواب بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نسل) ادا کرے گا، اس کو دوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدله جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور سیکھ وہ مہینہ ہے، جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزے دار کو (اللہ کی رضا کے حصول کے لیے) افطار کرایا تو اس کے گناہوں کی مغفرت اور آتیشِ وزخ سے آزادی کا ذریعہ ہو گا اور اس کو روزے دار کے

(4) شعب الایمان للبیهقی، کتاب الصیام، باب فضائل شهر رمضان

برا بروثا ب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے،“ ہم نے آپ سے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر ایک کو افطار کرنے کا سامان حاصل نہیں ہوتا،“ (تو کیا فقراء اس ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک کھجور پر، دودھ کے چند گھونٹ پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزے دار کا روزہ افطار کر دے اور جو کوئی کسی روزے دار کو پیٹھ بھر کر کھانا کھائے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی، یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا (اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتشِ دوزخ سے آزادی ہے۔ جو آدمی اس مینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف و کمی کر دے گا! اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا۔“

عَنْ أَبْنَى عَبَّاسِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِنْرِيلٌ، وَكَانَ جِنْرِيلٌ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فِي دَارِ سَهِ الْقُرْآنِ، فَلَمَّا سَأَلَ اللَّهُ حِينَ يَلْقَاهُ جِنْرِيلٌ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنِ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ⁽⁵⁾

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور خصوصاً رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی سخاوت میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا تھا جب رمضان المبارک کی ہر رات میں حضرت جبرایل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے تھے اور آپ ﷺ ان کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے، جب جبرایل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے تھے تو آپ دوسروں کو بھائی پہنچانے میں تیز چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ تیز ہو جاتے تھے۔“

عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: أَخْضُرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقَى دَرْجَةً قَالَ: أَمِينٌ، فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرْجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ: أَمِينٌ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرْجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: أَمِينٌ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَاتِي: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعْهُ قَالَ: إِنَّ جِنْرِيلَ اللَّهِ عَرَضَ لِي فَقَالَ: بَعْدًا مِنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَغْفِرْ لَهُ قَلْتُ: أَمِينٌ، فَلَمَّا رَأَيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ:

(5) صحیح البخاری، کتاب بدء الحلق، باب ذکر الملائکة

بَعْدًا لِمَنْ ذَكَرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يَصُلْ عَلَيْكَ قُلْتُ: أَمِينٌ، فَلَمَّا رَأَيْتَ النَّاسَ قَالَ: بَعْدًا لِمَنْ أَذْرَكَ أَبْوَاهُ الْكَبْرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَدْخُلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ: أَمِينٌ⁽⁶⁾

”حضرت کعب بن عجرہ انصاری ﷺ سے روایت ہے، ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو فرمایا: منبر کے پاس آ جاؤ! ہم لوگ حاضر ہو گئے (آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے منبر پر جانے لگے) جب منبر کے پہلے درجے پر آپ نے قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ پھر جب دوسرا درجے پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ اسی طرح جب تیرے درجے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین۔ (پھر جو کچھ آپ کفر مانا تھا، فرمایا)۔ جب اُس سے فارغ ہو کر آپ منبر سے بیچ آئے تو ہم لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آج ہم نے آپ سے ایک ایسی چیز سنی، جو ہم پہلے نہیں سنتے تھے (یعنی منبر کے ہر درجے پر قدم رکھتے وقت آج آپ آمین کہتے تھے، یعنی بات تھی) آپ ﷺ نے بتایا: جب میں منبر پر چڑھنے لگا تو جریل امین اللہ ﷺ آگئے، انھوں نے کہا تباہ و بر باد ہو وہ محروم جو رمضان پائے اور اس میں بھی اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو، میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں نے منبر کے دوسرا درجے پر قدم رکھا تو انھوں نے کہا: تباہ و بر باد ہو وہ بتوفیق جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر آئے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے، میں نے اس پر بھی کہا: آمین۔ پھر جب میں نے منبر کے تیرے درجے پر قدم رکھا تو انھوں نے کہا: تباہ و بر باد ہو وہ محروم آدمی جس کے ماں باپ یا اُن دو میں سے ایک اس کے سامنے بوڑھے ہو جائیں، اور وہ (ان کی خدمت کر کے) جنت کا مستحق نہ ہو جائے اس پر بھی میں نے کہا: آمین“۔

رمضان اور قرآن

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أَنْزَلَ فِيهِ الْقُرْآنَ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانَ فَمَنْ شَهَدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلَيَضْمِنْهُ وَمَنْ كَانَ مُرِيَضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعَدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخْرَى يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلَا يُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُحْلَّى عَلَى مَا هَدَكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (البقرة: 185)

”رمضان کا مہینہ وہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے کھلے دلائل ہیں۔ پس جو کوئی تم میں سے اس میں کو پائے وہ اس کے

(6) مستدرک حاکم، کتاب البر والصلة

روزے رکھے اور جو یہاں ہو یا سفر پر ہو تو دوسرا دنوں میں گفتگی پوری کرے۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے مشکل نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم تعداد پوری کرو اور اللہ نے تمہیں جو بہادیت بخشی ہے، اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔“

روزے کی فرضیت اور غرض و غایت

يَا إِنَّهَا الَّذِينَ أَمْنَوْا كُتُبَ عَلَيْكُم الصِّيَامَ كَمَا كُتُبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَفَقَّهُونَ
(البقرة: 183)

”اے وہ لوگو! جو ایمان لائے، تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو سکے۔“

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: كُمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ أَلَّا يَجُوعَ⁽⁷⁾
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کتنے ہی روزہ رکھنے والے ایسے ہوتے ہیں، جن کے لیے ان کے روزے میں سوائے بھوک بیاس کے کچھ بھی نہیں ہوتا۔“

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: مَنْ لَمْ يَدْعُ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيَسَ اللَّهُ حَاجَةً أَنْ يَدْعُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ⁽⁸⁾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جس نے روزہ رکھ کر بھی جھوٹی بات اور باطل کام نہ چھوڑا، اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کے بھوکا اور بیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔“

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: الصيام جنة فلا يزغ ث ولا يجهل وان أمرؤ فاتله أو شاتمه فلينقل اني صائم مرتين⁽⁹⁾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے (جب تم میں

(7) مسنداً حمداً، مسنداً المكثرين، مسنداً باب هريرة

(8) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور ---

(9) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب فضل الصوم

سے کسی کے روزے کا دن ہو) تو نہ اپنی زبان سے کوئی بری بات کہے اور نہ شور شرابہ کرے اور اگر کوئی اس سے بذریعی یا لڑائی کرے تو اسے چاہیے وہ دو مرتبہ کہے میں روزے دار ہوں۔“

دومتوازی عبادتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفْرَانَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبٍ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفْرَانَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبٍ وَمَنْ قَامَ لِيَلَّةَ الْقُدْرٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفْرَانَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبٍ (10)

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں ایمان اور احتساب کے ساتھ قیام کیا، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے اور جس نے شبِ قدر میں ایمان اور احتساب کے ساتھ قیام کیا، اس کے (بھی) پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعُانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ الصِّيَامُ أَيَّ رَبٌ إِنِّي مَنْعَثُهُ الطَّعَامُ وَالشَّهْرُ أَيَّ بِالنَّهَارِ فَشَفَعْتُنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنْعَثُهُ التَّوْمُ بِاللَّيلِ فَشَفَعْتُنِي فِيهِ فَيَشْفَعُانِ (11)

حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”روزہ اور قرآن دونوں بندے کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن میں کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرم اور قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس کورات سونے اور آرام سے روکے رکھا، اس کے حق میری سفارش قبول فرماجنا پچھلے دونوں کی سفارش قبول فرمائی جائے گی۔“

(10) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من صامر رمضان ایماناً و احتساباً

صحیح البخاری، کتاب صلاة النروایح، باب من صامر رمضان

صحیح البخاری، کتاب صلاة النروایح، باب فضل ليلة القدر

(11) بیهقی، مسنداً حمـدـ، مسنـدـ المـکـثـرـینـ، مـسـنـدـ عـبدـ اللـہـ بنـ عـمـرـ

عظمت صيام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: كُلُّ عَمَلٍ ابْنَ آدَمَ يَضَاعِفُ لَهُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرٍ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضَعْفٌ مَا شَاءَ اللَّهُ إِلَّا الصَّوْمُ، فَإِنَّهُ لَيَ وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرَحْتَانٌ: فَرَحْةٌ عِنْدَ فَطْرِهِ وَفَرَحْةٌ عِنْدَ لَقَائِ رَبِّهِ وَلَخْلُوفٌ فِيمِ الصَّائِمِ أَطْيَبٌ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ⁽¹²⁾

حضرت ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”بنی آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے (ثواب کے اعتبار سے)۔ تینی دن گنا سے سات سو گنا تک۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے سوائے روزے کے، کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدله دون گا کیوں کہ میرا بندہ میری وجہ سے اپنی خواہشات چھوڑتا ہے۔ روزے دار کے لیے دخوشی کے موقع ہیں، ایک افطار کے موقع پر اور دوسرا جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ اور یقیناً روزے دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کو مشک کی خوبی سے بھی زیادہ پسند ہے۔“

عَنْ سَهْلِ بْنِ شَبَّابَةَ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يَقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُولُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا الْأَغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ⁽¹³⁾

حضرت سہل رض سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ”ریان“ ہے۔ قیامت کے روز اس دروازے سے صرف روزے دار داخل ہوں گے، ان کے علاوہ کوئی بھی داخل نہ ہوگا۔ کہا جائے گا کہاں ہیں روزے دار؟ روزے دار کھڑے ہوں گے (داخل ہونے کے لیے) ان کے علاوہ کوئی بھی داخل نہ ہوگا اور جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر اس میں سے کوئی بھی داخل نہیں ہوگا۔“

(12) سنن ابن ماجہ، کتاب الصيام، باب ماجاء في فضل الصيام

(13) صحيح البخاري، کتاب الصوم، باب الريان للصائمين

عظمتِ قرآن

☆ فضیلتِ قرآن:

حضرت حارث رض فرماتے ہیں، میں ایک دفعہ مسجد میں گیا تو لوگ (دنیوی) باتوں میں مشغول تھے۔ میں حضرت علی رض کے پاس گیا اور ان سے کہا ”اے امیر المؤمنین! کیا آپ نہیں دیکھتے لوگ (دنیوی) باتوں میں مشغول ہیں؟“ - حضرت علی رض نے پوچھا: کیا واقعی لوگ ایسا کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! اس پر حضرت علی رض نے فرمایا:

أَمَّا إِنِيْ قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةً قَلْتُ مَا الْمُخْرَجُ مِنْهَا يَا زَوْلَ اللَّهِ؟ قَالَ كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ نَبَائِيْ مَا كَانَ قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ وَهُوَ الْفَضْلُ لَيْسَ بِالْهُبْزِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَهَارٍ قَصْمَةُ اللَّهِ وَمَنْ ابْتَغَى الْهُدَى فِي غَيْرِهِ أَحْصَلَ اللَّهُ وَهُوَ حَبْلُ اللَّهِ الْمُتَبَّينُ وَهُوَ الدَّكْرُ الْحَكِيمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ هُوَ الَّذِي لَا تَرِيغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ وَلَا تَلْكِيسُ بِهِ الْأَلْسُنَةُ وَلَا يُشَبِّخُ مِنْهُ الْغَلَمَانُ وَلَا يَخْلُقُ عَلَى كُثْرَةِ الرَّذْوَ لَا تَنْقَضُ عَجَابِيْهُ هُوَ الَّذِي لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ أَذْسِمْعَتْهُ حَتَّى قَالُوا: إِنَّا سَمِعْنَا قَرْأَنَا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَأَمَّا بِهِ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أَجْرٌ وَمَنْ حَكَمَ بِهِ عَدْلٌ وَمَنْ ذَعَلَهُ يَهْدِي إِلَى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ

(14)

خبردار! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آگاہ ہو جاؤ ایک بڑا فتنہ آنے والا ہے۔“ میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! اس فتنے سے نجات پانے کا ذریعہ کیا ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی کتاب“ اس میں تم سے پہلی امتوں کے (سبق آموز) واقعات ہیں اور تمہارے بعد کی اطلاعات (یعنی اعمال و اخلاق کے مستقبل میں ظاہر ہونے والے دنیوی و اخروی نتائج) بھی ہیں اور تمہارے درمیان جو مسائل پیدا ہوں گے ان کا حکم اور فیصلہ (عادلانہ حل) موجود ہے، وہ فیصلہ کن کلام ہے (یعنی دنیا اور آخرت میں فیصلے اس کی بنیاد پر ہوں گے) اور وہ فضول بات نہیں ہے، جو سرکشی کی وجہ سے اس کو چھوڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کو توڑ کے رکھ دے گا اور جو کوئی قرآن کے بغیر ہدایت تلاش کرے گا

(14) جامع الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل القرآن

اللہ اس کو گراہ کر دے گا (یعنی وہ ہدایت حق سے محروم رہے گا)۔ قرآن ہی اللہ کی مضبوط رسمی (یعنی اللہ سے تعلق کا مضبوط وسیلہ) ہے اور حکمت بھرا ذکر ہے اور وہی صراطِ مستقیم ہے، وہی حق میں ہے، جس کے اتباع سے خیالات کبھی سے محفوظ رہتے ہیں اور زبانیں اس میں تحریف نہیں کر سکتیں (یعنی جس طرح پچھلی کتابوں کو محرّفین نے کچھ کا کچھ پڑھ کر ان کو تبدیل کر دیا، اس طرح قرآن میں کوئی تحریف نہیں ہو سکے گی) اور علم والے کبھی اس کے علم سے سیر نہیں ہوں گے (یعنی قرآن میں تدبیر کا عمل اور حقائق و معارف کی تلاش کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا اور کبھی ایسا وقت نہیں آئے گا کہ قرآن کا علم حاصل کرنے والے محسوس کریں کہ ہم نے علم قرآن پر پورا عبور حاصل کر لیا ہے بلکہ ان کے علم کی طلب اور بڑھتی جائے گی) اور وہ (قرآن) کثرت تلاوت سے کبھی پرانا نہیں ہو گا (یعنی جس طرح دنیا کی دوسری کتابوں کا حال ہے کہ بار بار پڑھنے کے بعد ان کے پڑھنے میں آدمی کو لطف نہیں آتا، قرآن مجید کا معاملہ بالکل بر عکس ہے یہ جتنا پڑھا جائے گا اور جتنا اس میں تدبر و تفکر کیا جائے گا، اتنا ہی اس کے لطف و لذت میں اضافہ ہو گا) اور اس کے عجائب (یعنی دقیق و لطیف حقائق اور حکمت و معرفت کے نئے نئے پہلو) کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ قرآن کی یہ شان ہے کہ جب جنات نے اس کو سنا تو بے اختیار بول اٹھے:

إِنَّا سَمِعْنَا فَرَأَيْنَا عَجَابَهُ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَأَمَّا بَهْ (الجن: ١)

”ہم نے دل کو متاثر کرنے والا قرآن سنائے ہے جو رہنمائی کرتا ہے بھلائی کی طرف پس ہم اس پر ایمان لے آئے۔“

جس نے قرآن کے مطابق بات کی، اس نے سچی بات کی اور جس نے قرآن پر عمل کیا وہ اجر و ثواب کا مستحق ہوا اور جس نے قرآن کے موافق فیصلہ کیا اس نے عدل و انصاف کیا اور جس نے قرآن کی طرف دعوت دی اس کو صراطِ مستقیم کی ہدایت نصیب ہو گئی۔

سب سے بڑی دولت:

يَا يَهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤﴾ قُلْ إِنَّفَضْلَ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَإِذْلَكَ فَلَيَفْرَخُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥﴾

(یونس: 57-58)

”لوگو! تمہارے پاس رب کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفا اور مومتوں کے لیے ہدایت اور رحمت آپنی چیز ہے۔ کہہ دو (یہ کتاب) اللہ کے فضل اور اُس کی مہربانی سے (نازل ہوئی ہے) تو چاہیے کہ لوگ اس سے خوش ہوں، یہ اُس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔“

بہترین شخص کون؟

عن عثمان بن عفان عن النبي قال: خيركم من تعلم القرآن وعلمه⁽¹⁵⁾

حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور اُس کو سکھائیں،“

عن عثمان بن عفان قال: قال النبي: إن أفضلكم من تعلم القرآن وعلمه⁽¹⁶⁾

حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے افضل ترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور اُس کو سکھائیں،“

قرآن حکیم کی درس و تدریس کے لیے جمع ہونے کی برکات:

عن أبي هريرة عن النبي: ما جتمع قوم في بيته من ي يؤت الله يشلون كتاب الله و يتدارسونه ينتهيهم إلا نزلت عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة وذكرهم الله فيمن عنده⁽¹⁷⁾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرمایا نبی اکرم ﷺ نے ”جب بھی کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب تلاوت کرتے اور آپس میں اسے سمجھتے اور سکھاتے ہیں تو ان پر سکون اور اطمینان کا نزول ہوتا ہے اور رحمت اللہ پر چھا جاتی ہے اور فرشتے ان کو گیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا تذکرہ اپنے مقربین کی محفل میں کرتا ہے،“

(15) صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من تعلم القرآن وعلمه

(16) صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من تعلم القرآن وعلمه

(17) صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعا، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن۔۔۔۔۔

فریاد رسول:

وَقَالَ الرَّسُولُ يَرْبُّ أَنَّ قَوْمِي أَتَحْذِفُهُ أَهْلَ الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (الفرقان: 30)

”اور رسول ﷺ نے فرمایا“ اے میرے رب! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دینے کے لائق شے سمجھا۔

قرآن سے اعراض کرنے والوں کا انعام:

وَمَنْ أَغْرَضَ عَنِ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً وَنَخْشَرَةً يَوْمَ الْقِيمَةِ أَغْمَى (۱) قَالَ رَبُّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَغْمَى وَقَدْ كُنْتَ بِصَيْراً (۲) قَالَ كَذَلِكَ آتَشَكَ أَيْتَنَا فَقَسِينَتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ

ثَنَسِي (۳) (طہ: 124-126)

”اور جس نے میرے ذکر (قرآن) سے اعراض کیا تو یقیناً اس کا گزاران (معیشت) تگ ہو گا اور قیامت کے دن اُسے انداھ کھڑا کریں گے۔ وہ کہے گا اے میرے رب! تو نے مجھے انداھ کیوں کھڑا کیا جبکہ دنیا میں تو میں خوب دیکھتا تھا۔ اللہ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئی تھیں لیکن تو نے انھیں نظر انداز کیا تو آج کے دن تجھے بھی نظر انداز کیا جائے گا۔“

صحابہ کرام ﷺ کی تراویح

1- عن السائب بن زريق رضي الله عنه قال و قد كان القاري يقرأ بالمؤمنين حتى كانا غتمدا على العصبي من طول القيام وما كانا تصرف الا في فروع الفجر (18)

حضرت سائب بن زريق رضي الله عنه فرماتے ہیں ”امام (ہر رکعت میں) وہ سورتیں پڑھتا تھا جن میں سو سو آیات ہوتی تھیں اور طویل قیام کی وجہ سے ہم اپنی لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے اور ہم فجر کے قریب واپس لوٹتے تھے۔“

2- عن عبد الله بن أبي بكر رضي الله عنه قال: سمعت أبي يقول: كُنَانَصِرَفُ فِي رَمَضَانَ فَتَسْتَعِجِلُ الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ الْفَجْرِ (19)

(18) موطا امام مالک، کتاب النداء للصلوة، باب ما جاء في قيام رمضان

(19) موطا امام مالک، کتاب النداء للصلوة، باب ما جاء في قيام رمضان

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”میں نے اپنے والد سے سنا، جب ہم رمضان میں قیام سے لوٹتے تو خادموں کو جلد کھانا لانے کے لیے کہتے کہ کہیں فجرا کا وقت نہ ہو جائے (اور سحری فوت ہو جائے)۔“

3- عنْ دَاوَدَ بْنِ الْخَصِينِ أَنَّهُ سَمِعَ الْأَغْرِيْخَ يَقُولُ: كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقْرَةِ فِي ثَمَانِ رَكْعَاتٍ فَإِذَا قَامَ بِهَا فِي اثْنَيْ عَشْرَ رَكْعَةً رَأَى النَّاسَ أَنَّهُ قَدْ حَفَّفَ (20)

”حضرت داؤد بن حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہوں نے حضرت اعرج رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ رمضان میں امام سورہ بقرہ آٹھ رکعت میں پڑھتا تھا اگر وہ بارہ رکعت میں پڑھتا تو لوگ سمجھتے اُس نے بلکی نماز ادا کی۔“

دورہ ترجمہ قرآن کی مختصر تاریخ

قرآن حکیم کا مقصدِ نزول ہدایت ہے۔ اگر ہم قرآن مجید کو بغیر سمجھے ہوئے پڑھتے یا سنتے ہیں تو ہدایت کے حصول سے محروم رہتے ہیں۔ ممکن ہے، محض تلاوت یا ساعت تلاوت کے ثواب کے مقابلے میں نہ سمجھنے کا گناہ بڑھ جائے۔ نمازِ تراویح کے دوران قرآن حکیم کی تلاوت کو سمجھ کر سننے کے لیے داعی قرآن ڈاکٹر اسرار احمد رضی اللہ عنہ نے بفضلہ تعالیٰ 1984ء میں دورہ ترجمہ قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ہر چار رکعات تراویح سے قبل ان میں تلاوت کی جانے والی آیات کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بیان کر دی جائے۔ اس سلسلے سے دوفاائد حاصل ہوئے: قرآن حکیم کی ہدایت بھی واضح ہوئی اور رات کا ایک طویل حصہ قرآن حکیم کے ساتھ بر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس سلسلے کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ ابتداء میں صرف حضرت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رضی اللہ عنہ دورہ ترجمہ قرآن کی خدمت انجام دیتے رہے۔ بعد میں ان کے کئی شاگرد اس مبارک کام کے لیے تیار ہو گئے اور انہوں نے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا۔ الحمد للہ! ہر سال یہ خدمت انجام دینے والے مردیں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ سلسلہ اب پاکستان کے متعدد شہروں میں

(20) موظا امام مالک، کتاب النداء للصلوة، باب ماجاء في قيام رمضان

کئی برس سے جاری ہے۔

قرآن کریم سے ہمارا تعلق

ذرا سوچیے! جس قرآن سے ہماری دنیا اور آخرت کی فلاح وابستہ ہے، اس قرآن کے ساتھ ہمارے موجودہ تعلق کی کیا کیفیت ہے؟

☆ ریشی جزدان میں لپیٹ کر رکھنا۔

☆ پچیوں کو جہیز میں دینا۔

☆ مرنے والے کے سرہانے پڑھنا۔

☆ باہمی اختلاف کی صورت میں اپنی سچائی ثابت کرنے کے لیے قرآن اٹھانا۔

☆ عدالتوں میں قسم کھانے کے لیے استعمال کرنا۔

☆ پریشانی کے وقت فال کھولنے کے لیے استعمال کرنا۔

☆ آفات اور بلااؤں سے محفوظ رہنے کے لیے پڑھنا۔

☆ حسن قرأت کی محافل منعقد کرنا۔

☆ حصول ثواب اور ایصال ثواب کی غرض سے تلاوت کرنا۔

درن بالا امور کی اہمیت اپنی جگہ ہے، یہاں ان کی اہمیت سے انکا مقصود نہیں بلکہ ان کے علاوہ بغرض

ہدایت قرآن کو سمجھنے کی ترغیب مقصود ہے۔

قرآن مجید کے حقوق

قرآن حکیم سے ہمارا اصل تعلق کیا ہونا چاہیے؟ آئیے اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھتے ہیں:

عَنْ عَبِيْدَةَ الْمُلَكِيِّ كَيْفَ يَرْسُلُ اللَّهُ قَالَ: يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَأَثْلُوهُ حَقَّ

تَلَاقِتِهِ أَتَأْتُهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَأَفْشُؤُهُ وَتَغْنَوْهُ وَتَدْبِرُهُ وَأَفْعَلُهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلِخُونَ وَلَا تَغْجُلُوا إِلَّا وَهُوَ

فَإِنَّ لَهُ تَوْابًا⁽²¹⁾

(21) شعب الایمان للبیهقی، کتاب تعظیم القرآن، فصل فی ادمان تلاوہ القرآن

حضرت عبیدہ ملکیؒ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے قرآن والو! قرآن کو اپنا کنیہ اور سہارانہ بناو، بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو اور اس میں تدبیر کرو، امید رکھو کہ تم اس سے فلاح پاجاؤ گے اور اس کے ثواب کے حوالے سے جلدی نہ کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب (اپنے وقت پر) ملے والا ہے۔"

ہر مسلمان پر قرآن مجید کے درج ذیل پانچ حقوق عائد ہوتے ہیں:

- (1) قرآن مجید پر ایمان لانا۔
- (2) قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔
- (3) قرآن مجید کو سمجھنا۔
- (4) قرآن مجید پر عمل کرنا۔
- (5) قرآن مجید کی تعلیمات و رسولوں تک پہنچانا۔

ذراسوچے!

زندگی کا سفر برق رفتاری سے جاری ہے۔ اس راہ میں شیطانی ہواؤں کے جھلادینے والے جھکڑ بھی ہیں، نفس کو بے تاب کر دینے والی خواہشیں بھی ہیں، آرزوؤں اور تمباکوں کے الجھادینے والے جال بھی ہیں، گناہوں کے تباہ کر دینے والے حملے بھی ہیں اور آدمی کو غیر سخیدہ، لاپروا اور نادان بنادینے والی فضائی بھی۔ ان تباہ کن قتوں سے مقابلہ کرنے اور ان کے شر سے محفوظ رہتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے شب و روز کی اس گردش میں جگہ جگہ ایسے پڑاؤ مہیا کیے ہیں کہ آپ ان پر پہنچ کر بقیہ سفر کے لیے خود کو تازہ دم بنا لیں۔ ہر طرح سے مسلح اور تازہ دم ہو کر اگلا سفر شروع کریں۔

ہمارے لیے رمضان ایک بار پھر یہ موقع لے کر آ رہا ہے کہ ہم اپنی محنت و ریاضت سے اس مہینے میں اپنے آپ کو اس لائق بنائیں کہ سال پھر شیطان اور اپنے نفس سے جواہر دی سے بیٹھ سکیں، خواہشات کو زیر کرنے میں ہمت اور حوصلے سے کام لے سکیں۔ اور رمضان کے شب و روز کی عبادتوں سے اپنے اندر اتنی تو اندازی پیدا کر لیں کہ آسمانی کے ساتھ بقیہ سفر طے ہو جائے۔ خدا نخواستہ یہ قیمتی لمحہ اگر یوں ہی ضائع ہو گئے اور ہم کچھ حاصل نہ کر سکے تو اپنی بے کسی، بے چارگی اور بے پناہ مشکلات کا اندازہ کر لیتا چاہیے۔ آنے والے

گیارہ ماہ شیطان، اس کے لشکر اور نفس جیسے مکار دشمن کے تباہ کن حملوں کا تصور کرنا چاہیے۔ کیسے یہ سفر ہم بغیر کسی ڈھال کے طے کر سکیں گے؟ پھر یہ موقع گیارہ ماہ کی طویل گردش کے بعد ہی میسر آ سکے گا اور نامعلوم کون دوران سفر ہی میں اس موقع سے ہیش کے لیے محروم ہو جائیں گے۔

بقول شاعر

اس آرزو کہ باغ میں آیانہ کوئی پھول
اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گزر گئے

سمجھدار اور مبارک باد کے مستحق ہوں گے وہ لوگ جو اس مبارک موقع سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کر کے، قلب و روح میں تازگی پیدا کر کے، روزے رکھ کر، تقویٰ کی ناقابل تحریر قوت فراہم کر کے باقی ماندہ سفر شروع کریں گے۔ ان شاء اللہ جنت کی منزل اُنہی کی منتظر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک ماہ کے تمام روزے پورے آداب کے ساتھ رکھنے اور اس ماہ کی فضیلتوں سے بھر پور حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمين

”شہرِ عظیم“

اور

”رفیقِ تنظیم“

رمضان جسے ایک حدیث مبارکہ میں ”شہرِ عظیم“ کہا گیا، قرآن حکیم سے خصوصی تعلق رکھتا ہے۔ اس بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں: وہ افراد جو معاشرے میں قرآن کی دعوت لے کر اُٹھے ہوں، انھیں اس ماہ سے خصوصی نسبت حاصل ہو جاتی ہے، اور کیوں نہ ہو، رمضان المبارک تو ہے ہی جشنِ زوال قرآن کا مہینہ! اس نسبت سے رفقائے تنظیمِ اسلامی کے لیے خصوصاً اور عوامِ الناس کے لیے عموماً چند گزارشات پیش کی جا رہی ہیں۔ (ادارہ)

شہرِ عظیم اور فرقہ تنظیم

تنظیمِ اسلامی تمام دینی تحریکات میں اس اعتبار سے میزہ ہے کہ اس کی امانت "تحریک رجوع الی القرآن" اور پھر "امین خدام القرآن" کے ذریعے سے ہوئی۔ اس کے باقی اور مؤسس حترم صلی اللہ علیہ و آله و سلم اکثر احمد کا آج بھی بنیادی تعارف عوام الناس میں "درس قرآن" ہی کا ہے اور بفضلہ تعالیٰ تنظیمِ اسلامی کے پلیٹ فارم سے قرآن کے انقلابی پیغام کو موثر انداز میں عام کیا جا رہا ہے۔ اس اعتبار سے رفقہ تنظیم کے لیے رمضان المبارک کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس کا بنیادی تعارف ہی باری تعالیٰ نے قرآن حکیم کے حوالہ سے کروایا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿شہرَ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبُشِّرَتِ مِنَ الْهُدْيِ وَالْفُرْقَانِ﴾

(البقرة: 185)

"رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت کی واضح نشانیوں اور حق و باطل کے درمیان میں امتیاز کے کھلے دلائل کے ساتھ"۔
حدیث رسول اللہ ﷺ میں بھی رمضان اور قرآن کے تعلق کو بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رض بیان فرماتے ہیں:

(وَكَانَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيَدَأْرِسُهُ الْقُرْآنَ) (۱)

"اور جریل رض رمضان کی ہر شب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے"۔

گویا رمضان ہے ایک حدیث مبارکہ (عن سلمان الفارسی رض) میں "شہرِ عظیم" کہا گیا، قرآن حکیم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں "وہ افراد جو معاشرے میں قرآن کی دعوت لے کر اٹھے ہوں انھیں اس ماہ سے خصوصی نسبت حاصل ہو جاتی ہے اور کیوں نہ ہو رمضان المبارک تو ہے ہی جنین نزول قرآن کا مہینہ! اس نسبت سے رفقہ تنظیمِ اسلامی کے لیے خصوصاً اور عوام الناس کے لیے عموماً چند گزارشات پیش کی جا رہی ہیں۔

(۱) صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکہ

رمضان المبارک سے قبل اس کی تیاری

رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صلحاء امت کا یہ معمول ملتا ہے کہ رمضان سے قبل ہی اس کی تیاری فرمایا کرتے تھے۔ اس کی آمد پر خوش ہوتے اور جب چاند نظر آتا تو یہ دعا فرماتے (ویسے یہ دعا ہر ماہ کا چاند دیکھ کر پڑھنا بھی مسنون ہے):

((اللَّهُمَّ أَهْلِهِ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ رَبِّنَا وَرَبِّكَ اللَّهُ))⁽²⁾

”اے اللہ! طلوع فرما، ہم پر یہ چاند امن و ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ (اے چاند) میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔“

((كَانَ النَّبِيُّ ۝ إِذَا دَخَلَ رَجَبَ ، قَالَ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لِنَافِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ))⁽³⁾

”جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو رسول ﷺ اس طرح دعا فرماتے ”اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت فرماؤ اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔“
ہمیں بھی چاہیے، رمضان کی آمد سے قبل ہی اس کی تیاری کریں۔

((عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ۖ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ۝ يَعْلَمُنَا هُوَ لِأَكْلَمَاتِ إِذَا جَاءَ رَمَضَانَ: اللَّهُمَّ سَلِّمْنِي لِرَمَضَانَ وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِي وَسَلِّمْهُ لِي مُتَقْبَلًا))⁽⁴⁾

”حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان کی آمد پر رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ کلمات سکھاتے تھے: اللَّهُمَّ سَلِّمْنِي لِرَمَضَانَ وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِي وَسَلِّمْهُ لِي مُتَقْبَلًا۔“

1۔ ذہنی تیاری:

کسی بھی اہم موقع سے قبل انسان اپنے آپ کو اس کے لیے تیار کرتا ہے، اس طرح رمضان میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالح کے لیے ہمیں چاہیے کہ اپنے آپ کو ذہنی تیار کریں۔ اس کام کے لیے بہترین ذریعہ وہ

(2) عن طلحہ بن عبید اللہ رواه الترمذی والمستدرک على الصحيحین، للحاکم، کتاب الادب

(3) شعب الایمان للبیهقی، کتاب الصیام، باب تخصیص شہر رجب بالذکر

(4) کنز العمل، کتاب الصوم من قسم الأفعال، فصل في فضله وفضل رمضان

احادیث ہیں جو فضائلِ رمضان کے عنوان سے مجموعہ احادیث میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مثلاً ”ریاض الصالحین“، ”از امام نووی“ اور ”معارف الحدیث (جلد سوم)“، ”از مولانا محمد منظور نجمانی“ کے متعلقہ ابواب کا مطالعہ مفید رہے گا۔ علاوہ ازیں ”خطبات“، ”اسلامی عبادات پر ایک تحقیقی نظر“، ”از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی“ اور ”عظمت صوم“، ”عظمت صیام و قیام رمضان“، ”از بانی حضرت مسیح علیہ السلام“، ”ذکر اسرارِ احمد“، ان کتب کا مطالعہ روزے جسی عظیم عبادت کی حکمت کو بھی ہم پر واضح کرنے میں مفید ہے۔

2۔ مسائل کا علم:

ہر کام سے قبل اُس کی بابت علم کا حصول بھی ضروری ہے۔ اسی طرح عبادات کے حوالے سے بھی ناگزیر امور کا علم حاصل کرنا ناگزیر ہے تاکہ انھیں صحت کے ساتھ ادا کیا جاسکے۔ رمضان سے قبل اور دوران، روزے کے مسائل کا بھی علم حاصل کرنا چاہیے تاکہ مفادات و مکروہات سے بچا جاسکے اور آداب و شرائط کے ساتھ یہ فریضہ ادا ہو۔ اسی طرح جن افراد کا اعتکاف کا ارادہ ہو، انھیں اس کے مسائل سے بھی واقفیت حاصل کرنی چاہیے۔ اس کام کے لیے ”آسان فقہ“، ”از مولانا یوسف اصلاحی“ اور ”تقطییم الاسلام“، ”از مفتی کافیت اللہ دہلوی صاحب“ اور ”عمدة الفقہ“، ”از مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب“ کے متعلقہ ابواب کا مطالعہ مفید رہے گا۔

3۔ معمولات کا تعین:

ذہنی تیاری میں یہ بات بھی اہم ہے کہ رفقاء قبل از رمضان ہی اس مہینے کے معمولات کا تعین کریں۔ زیادہ سے زیادہ وقت عبادات و دینی مشاغل کے لیے فارغ کرنے کی کوشش کی جائے۔ لایعنی امور سے مکمل اجتناب کا عزم ہو۔ اپنے لیے خود بہل الحصول اہدافِ معین کرنے چاہیں، جیسے روزانہ تلاوت قرآن حکیم کے نصاب میں گراں قدر اضافہ، کسی تفسیر یا دینی کتب کا مطالعہ وغیرہ۔ یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ بعض لوگ رمضان کی باہر کت ساعتوں کو عید کی خریداری، گھر کی مرمت یا رنگ و روغن وغیرہ جیسے غیر اہم کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ اہتمام کرنا چاہیے کہ ناگزیر امور قبل از رمضان مٹھا لیے جائیں۔

4۔ دورہ ترجمہ قرآن کی تیاری:

رفقائے تنظیم کے لیے رمضان المبارک میں دورہ ترجمہ قرآن کی صورت میں حصول اجر و ثواب اور ادائے فرض کا بھرپور موقع فراہم ہوتا ہے۔ اس کی بہت سی انتظامی تیاریاں قبل از رمضان ہی کی جاتی ہیں۔ اس میں بھرپور شرکت ہم میں سے ہر رفیق کی ذمے داری ہے۔ اس کے لیے وقت اور مال کا انفاق رمضان سے قبل ہی شروع ہو جانا چاہیے۔ احباب کو دورہ ترجمہ قرآن میں شرکت کے لیے پیشگی آمادہ کرنا دعوتی کام کا لازمی حصہ ہے۔ اس حوالے سے اپنے نقیب اور دیگر ذمہ داران سے مستقل رابطہ میں رہتے ہوئے بر وقت امور کی انجام دہی ان شاء اللہ ہمارے لیے اخروی اثاثہ ثابت ہوگی اور کیا عجب ہماری دعوت پر آئے والے کسی شخص کی زندگی قرآن کی دعوت کو سن کرتے میں ہو جائے، ہمارے لیے صدقہ جاریہ کا باعث بنے اور ہم سرخ اونٹوں کی بشارت کے مستحق ٹھہریں۔ و ماذلک علی اللہ بعزیز

رمضان المبارک کے دوران انفرادی امور

1۔ روزہ: (صیام)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے روزے کی عبادت کو فرض ٹھہرایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلَيَضْنَمَ﴾ (البقرة: 185)

”سو جو کوئی قم میں سے اس مہینے کو پائے، اس کے روزے رکھے۔“

﴿كَتَبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامَ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (البقرة: 183)

”اور تم پر روزہ فرض کیا گیا، جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر فرض کیا گیا تھا۔“

حضور اقدس سلیمان کا ارشاد گرامی ہے:

﴿(مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَأَخْتِسَابًا غَفْرَلَهُ مَا تَقدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)﴾ (5)

”جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ رکھے، اس کے پچھے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

(5) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتساباً من الایمان

مزید فرمایا:

((كُلَّ عَمَلٍ أَبْنَى أَدَمَ يَصَاغِفُ الْحَسَنَةَ عَشْرَ أَمْتَالِهَا إِلَى سَبْعِمَائَةٍ ضَعِيفٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الصَّوْمُ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَ عَشْهُوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرَحْتَانَ فَرَحْةً عِنْدَ فَطْرَهُ وَفَرَحْةً عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَحْلُوفُ فِيهِ أَطْبَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ))⁽⁶⁾

”انسان جو بھی عمل کرتا ہے اُس کا اجر اسے دس گناہ سے لے کرسات سو گناہ تک ملتا ہے لیکن روزے کی بابت اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ یہ عمل چونکہ خالص میرے لیے ہے اس لیے میں ہی اس کی جز ادوں گا۔ کیوں کہ روزے دار صرف میری خاطر اپنی جنسی خواہش، کھانا اور پینا چھوڑتا ہے۔ روزے دار کے لیے دخوشیاں ہیں، ایک خوشی اسے روزہ کھولتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسرا اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا اور روزے دار کے منہ کی بوالہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔“

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر روزے کی عبادت کو ایسی کیا امتیازی شان حاصل ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بذات خود اس کا اجر عطا فرمائیں گے۔

ایک اور حدیث میں روزے دار کی خصوصی فضیلت کا تذکرہ فرمایا:

((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يَنْقَالُ لَهُ الرَّبِيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يَنْقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُولُ مَوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أَغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ))⁽⁷⁾

”تحقیق جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ”ریان“ (تروتازگی) کہا جاتا ہے۔ اُس دروازے سے روزے دار داخل ہوں گے۔ قیامت کے روز ان کے علاوہ کوئی اُس سے داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا، کہاں ہیں روزے دار؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے، نہ داخل ہوگا ان دروازوں سے کوئی اور ان کے علاوہ پس جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اور کوئی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔“

(6) صحیح مسلم کتاب الصیام، باب فضل الصیام۔

(7) صحیح البخاری، کتاب الصیام، باب الریان للصائمین۔

وہ امور جن سے اجتناب ضروری ہے:

اس سے قبل روزے کی فرضیت اور فضیلت پیش کی گئی۔ اس فضیلت کے حامل وہی روزے دار ہوں گے جو اس عبادت کو تمام شراکط و آداب کے ساتھ بجالائیں۔ اعمال کی قبولیت کے بارے میں قرآن نے اپنا نقطہ نظر خوب واضح کر دیا ہے۔ ارشادِ بانی ہے:

﴿إِنَّمَا يَنْهَاكُلُّ اللَّهُ مِنَ الْمُتَقِيِّينَ﴾ (المائدۃ: 27)

”بے شک اللہ متقیوں ہی سے قبول فرماتا ہے۔“

متقی ہونے یعنی تقویٰ کا تقاضا ہے کہ ہم ان امور سے اجتناب کریں، جو روزے کی روح کے منافی ہیں۔ چنانچہ حدیث کی روایات میں ہمیں آنحضرت ﷺ کے ایسے ارشادات ملتے ہیں جن میں ان امور کی نشان دہی فرمائی گئی ہے، جن سے ایک روزے دار کو اجتناب کرنا چاہیے۔

((إِذَا كَانَ يَوْمُ صُومٍ أَحِدُكُمْ فَلَا يَزَفِّ ثُ وَلَا يَضْخَبْ فَإِنْ سَابَةَ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلَيَقُلْ إِنَّمَا يَرْأُ صَائِمٌ)) (8)

”جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ فخش گوئی کرے اور نہ ہی شور و غل مچائے۔ اگر کوئی دوسرا سے گالی دے یا لڑنے کی کوشش کرے تو اس کو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔“

اسی طرح ایک روایت میں روزے کی اصل روح یعنی تقویٰ کو یوں واضح کیا گیا ہے:

((مَنْ لَمْ يَدْعُ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلِ بِهِ فَأَنَّ يَسِّ اللَّهَ حَاجَةً فِي أَنْ يَدْعُ عَطَامَهُ وَشَرَابَهُ)) (9)

”جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑ اتواللہ کوئی حاجت نہیں کہ یہ شخص کھانا پینا چھوڑے۔“

وہ افراد جو دورانِ رمضان عمومی ماحول کے تحت روزہ تو رکھ رہے ہیں اور راتوں کو قیام بھی کر رہے ہیں مگر ان عبادات کی حقیقت انھیں حاصل نہیں یا عمل میں اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے وہ عنده اللہ شمر پا رہیں ہوتیں، اس طرزِ عمل کی نہمت کلامِ رسالت مآب ﷺ میں واضح کر دی گئی ہے۔

(8) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب هل یقول انسی صائم اذا شتم، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام۔

(9) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم

((كُمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُنُوْغُ وَكُمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا الشَّهَرُ))⁽¹⁰⁾

”کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں کہ روزے سے بھوک پیاس کے سوا ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا اور کتنے ہی راتوں کو ہڑتے رہنے والے ہیں، جنھیں اس قیام سے رت جگے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“

2- قیام:

رمضان المبارک کی راتوں میں نفل نماز ادا کرنا حدر بے باعث فضیلت ہے۔ ویسے بھی فرض نمازوں کے بعد اللہ کے ہاں رات کی نماز کو خاص مقام حاصل ہے۔ عباد الرحمن کے اوصاف میں اس وصف کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَعْبُدُونَ لَوْبِهِمْ سَجَدًا وَقِيَامًا﴾ (الفرقان: 64)

”اور وہ لوگ جو اپنی راتیں گزارتے ہیں، اپنے رب کے لیے سجدے کی حالت میں اور قیام کی حالت میں،“ اور آنحضرت ﷺ نے بشارت دی:

((أَيَّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَ أَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَ صَلُوْرا وَ النَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ
بِسَلَامٍ))⁽¹¹⁾

”اے لوگو! سلام کو عام کرو اور کھانا کھلا و اور نماز پڑھو رات میں جبکہ لوگ سور ہے ہوں، داخل کر دیے جاؤ گے جنت میں سلامتی کے ساتھ۔“

یتیورات کی نماز کی عمومی فضیلت تھی اور وہ افراد جو دعوت دین، اقامہ دین جیسے فرائض ادا کرنے کے لیے کمر بستہ ہوں، ان کے لیے تو یہ فضیلت سے بڑھ کر ضرورت کا درجہ رکھتی ہے چنانچہ آپ ﷺ کو جب رسالت کی عظیم ذمے داری سونپی گئی تو اس سے قبل اس کی تیاری کے لیے قیام اللیل ہی کا حکم دیا گیا ﴿أَيَّهَا
الْمَرْءُ مَلِلَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (۲) نصفہ اور انقضیٰ منہ قلیلًا (۳) اور ذُذْ عَلَيْهِ وَرَتِلَ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا

(10) مسنند احمد، باقی مسنند المکتشفین، مسنند ابی هریرہ۔

سنن دارمی، کتاب الرفق، باب فی المحافظة علی الصوم۔

(11) جامع الترمذی، کتاب صفة القيامة والرائق والودع، باب منه۔

(۳) إِنَّا سَلَقْنَا عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا (۵) إِنَّ نَاسَةَ اللَّيْلَ هِيَ أَشَدُّ وَطَأً وَقَوْمٌ قِيلَ (۶) إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبَّحًا طَوِيلًا (۷) وَإِذْ كُرِّ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلَ الْيَهُ تَبَتَّلًا (۸) (سورۃ المزمل) مزید برآں رات کی نماز کو رمضان المبارک اور روزے کے ساتھ خاص نسبت ہے، جس کی بنا پر اس ماہ کے دوران آپ ﷺ قیام اللیل کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام فرماتے اور صحابہ کرام ﷺ کو بھی تشویق کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِي غَبَّ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيزَةِ فَيَقُولُ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَأَخْتِسَابًا غَفْرَانَةً مَاتَ قَدْمَهُ مِنْ ذَنْبِهِ)) (۱۲)

”رسول اللہ ﷺ قیامِ رمضان کی ترغیب دلاتے تھے بغیر اس کے کہ اسے لازم کریں۔ پس آپ ﷺ فرماتے: ”جس نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا، ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے تو اس کے پچھے گناہ معاف کر دیے گئے۔“

معلوم ہوا رمضان المبارک میں رات کے قیام کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ دراصل حکمت دین کی رو سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے اس ماہ کے دوران اللہ تبارک و تعالیٰ اہل ایمان کو تربیت و ترقیہ نفس کا ایک جامع پروگرام دیتے ہیں، جس میں دن کا روزہ اور رات کا قیام دمتوازی عناصر ہیں۔ ان دونوں کے ملنے سے وہ مقاصد حاصل ہوتے ہیں، جو ایک ماہ کی ریاضت و عبادت کا حاصل ہے یعنی تعلق مع اللہ (از روئے حدیث و آنا اجزی بہ) اور تقوی (از روئے قرآن لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ)، چنانچہ رفقائے تنظیم کو چاہیے، جس کا عظیم یعنی اقامیت دین کا بیڑا انہوں نے اٹھایا ہے، اس کی جدوجہد میں عزیمت کی راہ اختیار کرتے ہوئے قیام اللیل کا خصوصی اہتمام کریں، جس میں باجماعت نماز تراویح کی ادائیگی ناگزیر ہے بلکہ اس سے بڑھ کر رات کے آخر پہر میں یعنی سحری سے قبل انفرادی طور پر تجدید کا بھی اہتمام کریں۔ و بالله التوفیق۔

صیام و قیام کی عظیم فضیلت:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: الصَّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانَ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(۱۲) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان و هو التراویح۔

يَقُولُ الصِّيَامُ أَيْ رِبْ مَنْعِتَهُ الطَّعَامُ وَالشَّهْوَاتِ بِالْهَارِ فَشَفَعْنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنْعِتَهُ التَّوْمُ
بِاللَّيْلِ فَشَفَعْنِي فِيهِ قَالَ فَيَسْقَعُونَ) (۱۳)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”روزہ اور قرآن دونوں بندے کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ عرض کرے گا، اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن میں کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا، اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمائے اور قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس کورات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا، اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمائے، چنانچہ دونوں کی سفارش قبول ہو جائے گی۔“

فہم و تلاوت قرآن:

گزشتہ کلام کی روشنی میں رمضان اور قرآن کا ارتباط و تعلق الحمد للہ کافی واضح ہو چکا۔ چنانچہ رفقاء کو چاہیے، رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت و تریل کا خصوصی اہتمام کریں، ہر روز کا جو نصاب تلاوت معین ہے، اُس میں اضافہ ضرور ہونا چاہیے۔ ساتھ ہی قرآن حکیم کے معنی و مفہوم سے آگاہی کا بھی اہتمام ہو۔ اللہ رب العزت بانی محترم ڈاکٹر احمد جیلیٰ کو حنات سے نوازے۔ اُن کی جاری کردہ دورہ ترجمہ قرآن کی ترتیب سے رمضان المبارک میں قرآن حکیم کی تفہیم و تلاوت سے بہرمند ہونے کا ایک حسین موقع ہم رفقاء کو خصوصیت کے ساتھ حاصل رہتا ہے۔ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اس موقع سے کتنا فائدہ اٹھاتے ہیں؟ ساتھ ہی ہمیں انفرادی طور پر بھی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ دورہ ترجمہ قرآن کے دوران جو وقت ہمارا قرآن کے ساتھ صرف ہوتا ہے، اُسے نبی اکرم ﷺ کے معمولات سے کسی درجے میں مشابہت حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((كَانَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ فَيَدَرِسُهُ الْقُرْآنَ)) (۱۴)

”جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر شب آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے اور آپ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے قرآن کریم کا درود فرماتے تھے۔“

(13) مسنند احمد، مسنند المکثرين من الصحابة، مسنند عبد اللہ بن عمر و

(14) صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة

4۔ روزہ افطار کروانا:

احادیث میں اس کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور یہ فضیلت عام ہے، خواہ کسی محتاج کو روزہ افطار کروایا جائے یا آعزاء و اقارب یا رفقاء و احباب کو۔ فرمان رسول ﷺ ہے:

(مَنْ فَطَرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلٌ أَجْرٌ وَغَيْرُ اللَّهِ لَا يَنْقُضُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا) (15)

”جس نے کسی روزے دار کو روزہ افطار کروایا، اس کے لیے بھی اتنا ہی اجر ہے، بغیر اس کے کہ روزے دار کے اجر میں کوئی کمی کی جائے۔“

5۔ سحری کرنا:

بعض لوگ رات کو ہی کھا کر سو جاتے ہیں اور سحری کے وقت بیدار نہیں ہوتے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے رات کے آخری پہر میں سحری کرنے کو پند فرمایا ہے اور اسے باعث برکت قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

((تَسْخُرُوا فِيَّ الْأَفَانَ فِي السَّخُورِ تَرَكُوهُ)) (16)

”سحری کیا کرو کہ بے شک سحری میں برکت ہے۔“

6۔ آخری عشرے کا اہتمام:

ویسے تو تمام المبارک کو دیگر ایام پر فضیلت حاصل ہے، مگر اس ماہ کے آخری عشرے کی خصوصی فضیلت اور اہتمام احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَجْتَهَدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مَا لَا يَجْتَهَدُ فِي غَيْرِهِ)) (17)

”رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے دوران عبادات میں خصوصی اہتمام فرماتے تھے، جو غیر رمضان میں

آپ ﷺ کے معمول سے زائد ہوتا اور آخری عشرے میں جو اہتمام فرماتے وہ باقیہ رمضان سے زائد ہوتا۔“

اس اہتمام کی نوعیت دوسری روایت میں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے، واضح ہوتی ہے۔

(15) جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء في فضل من فطر صائمًا۔

(16) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب برکة السحور، صحیح مسلم، کتاب الصیام۔

(17) صحیح مسلم، کتاب الاعتكاف، باب الاجتہاد فی العشر اواخر من شهر رمضان

آپ ﷺ فرماتی ہیں کہ:

((إذَا دَخَلَ الْعِشْرَاءِ أَخْبِرَا اللَّيْلَ وَأَنْقَطَ أَهْلَهُ وَجَدَوْ شَدَّ الْمُنْزَرَ)) (18)

جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو آپ ﷺ راتوں کو زندہ فرماتے (یعنی شب بیداری فرماتے) اور اپنے گھروں والوں کو بھی جگاتے اور خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے۔
یہ امر محتاج بیان نہیں کہ غلبہ دین کی جدوجہد کرنے والے افراد کے لیے مزاج رسول ﷺ سے قرب کس قدر مفید ہے۔ ان روایات سے ہمارے سامنے عبادات کی بابت آپ ﷺ کا مزاج عالی واضح ہوتا ہے۔
داعی دین کی شخصیت کا اصل نور مزاج نبوی ﷺ کی مطابقت میں پوشیدہ ہے۔

7- اعتکاف:

اعتكاف کے معنی لغت میں جم کر بیٹھنے کے ہیں اور شرعاً اعتکاف ایک عبادت کا نام ہے، جس کے کچھ شرائط اور آداب ہیں، جو کتب فقہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ہم یہاں اس کی فضیلت پر مشتمل روایت نقل کر رہے ہیں تاکہ جو افراد اس کا اہتمام کر سکتے ہوں وہ اس جانب متوجہ ہو جائیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعِشْرَاءِ الْأُولَى وَالْآخِرَةِ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ)) (19)

نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول رہا کہ ہر سال اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ عمل آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری سال تک جاری رہا۔

8- لیلۃ القدر کی تلاش:

لیلۃ القدر کا ذکر قرآن میں دو جگہ کیا گیا اور دونوں مقامات پر اس کی وجہ تشریف یعنی نزول قرآن بھی مذکور ہے۔

(18) صحیح مسلم، کتاب الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الاولى والأخير من شهر رمضان۔

(19) صحیح البخاری، کتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الاولى والأخير والاعتكاف في المساجد

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا لَهُ فِي لَيْلَةِ الْقُدْرِ﴾ (القدر: ۱)

”بِلَا شَهِيدٍ هُمْ نَعْلَمُ“ اس قرآن کو ليلة القدر میں نازل کیا۔

اور سورۃ الدخان میں فرمایا:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا لَهُ فِي لَيْلَةِ مُبِيرٍ كَتَه﴾ (الدخان: ۳)

”بِئْشٍ“ ہم نے اس قرآن حکیم کو نازل کیا ہے برکت والی رات میں۔

اور آپ ﷺ نے اپنا فرض منصی ادا کرتے ہوئے اس کی تعین فرمائی کہ ليلة القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو (متفق علیہ) اور دیگر روایات طاق راتوں یعنی اکیس، تھیس، پچیس، تائیس اور اتنیس کے تعین پر بھی مشیر ہیں (اشعر بن عباس ﷺ)۔ ایک روایات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مردی سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی شب ”شب قدر“ ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں؟ آپ ﷺ نے یہ دعا تلقین فرمائی:

((اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌ كَرِيمٌ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي))⁽²⁰⁾

9- نیک اعمال کی کثرت:

ماہ مبارک میں خصوصیت کے ساتھ نیک اعمال کی کثرت کرنی چاہیے۔ ایک اعتبار سے یہ نیکیوں کا موسم بہار ہے، جس میں اعمال صالحی کی ادائیگی کے لیے عمومی فضابندی ہوتی ہے۔ اس مقام پر رفقائے تنظیم نیک کے جامع تصور بحوالہ آیۃ البر کو ذہن میں تازہ کر لیں۔

حدیث کے الفاظ ہیں:

((إِذَا جَاءَ رَمَضَانَ فَتَبَعَثُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلَقُتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَ ضَفَدَتِ الشَّيَاطِينِ))⁽²¹⁾

”جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔“

(20) جامع الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب منه۔

(21) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل شهر رمضان

10۔ مناجات کی کثرت

قرآن مجید کے جس رکوع میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزوں کا تذکرہ فرمایا ہے، اُس کے ساتھ ہی یہ آیت وارد ہوتی ہے جس میں ارشاد باری ہے:

**﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنَّمَا قَرِيبُ أَجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَهِنُوا لِي
وَلْيُؤْمِنُوا بِي﴾** (البقرة: 186)

”اور (اے نبی ﷺ) جب بھی آپ سے پوچھیں میرے بندے میرے بارے میں، تو میں بہت قریب ہوں، میں جواب دیتا ہوں ہر پاکarnے والے کی پکار (دعا) کا جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے، پس انھیں چاہیے کہ وہ بھی مجھے لبیک کہیں (میرا کہنا نہیں) اور مجھ پر ہی ایمان رکھیں۔“

اس مقام پر اس آیت کے وارد ہونے سے مفسرین نے استدلال کیا ہے کہ رمضان المبارک میں دعاؤں اور مناجات کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرت حسن ؓ سے افطار کے وقت دعا کی قبولیت کا قول ملتا ہے۔ ویسے بھی ہرات اللہ تبارک و تعالیٰ آخری پہر کو آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور مانگنے والوں کو ان کی مراد عطا کی جاتی ہے (بخاری)۔ رمضان المبارک میں قیام اللیل کے ساتھ مناجات ذکر اور دعا کی کثرت کرنی چاہیے۔

تلک عشرہ کاملہ

رمضان المبارک اور اجتماعی امور

امم مسلمہ اپنے سیاسی زوال کے ساتھ جس مصیبۃ عظیمہ سے دو چار ہوئی وہ یہ ہے کہ تصور دین عملاً محدود ہو کر رہ گیا۔ اسلام کی وہ جامعیت جس میں فرد کے ترتیکے سے لے کر حکومت و اقتدار کے اعلیٰ ایوانوں تک کی اصلاح شامل تھی، صرف قصہ ماضی بن کر رہ گئی۔ یعنی انسانی زندگی کے انفرادی گوشوں سے لے کر اجتماعی گوشوں تک کو خدا پرستی کے رنگ میں ڈھانلنے کی فکر مسلمانوں کے اجتماعی شعور سے خارج ہی ہو گئی۔ چنانچہ رمضان المبارک کے ساتھ بھی یہی ظلم ہوا کہ اسے صرف انفرادی تقویٰ و تدبیں تک محدود کر دیا گیا۔ رمضان کے دوران کسی اجتماعی جدو جہد کو محدود نہ ہیت نے اپنے ہاں بارندہ دیا اور اسی طرح رمضان المبارک کے اختتام پر عید الفطر جیسے عظیم الشان موقع کو بھی صرف ایک رسم بنا کر رکھ دیا گیا جبکہ عید الفطر مسلمانوں کی

اجتیعت کا بھر پور اظہار ہے اور تکمیر رب کا پر زور اعلان !!

﴿وَلِتَكْبِرُوا اللَّهُ عَلَىٰ مَا هَدَأَكُمْ﴾ (البقرة: 182)

گزشتہ صدی میں امت کے حدی خواں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس صورت حال کا مرثیہ کہا تھا:

عید آزاداں شکوه ملک و دین

عید مکومات هجوم مومنین

اور

نماز و روزہ و قربانی و حج

یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

رمضان المبارک اور روزے کے اجتماعی فوائد مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ لٹریچر میں

ویکھے جاسکتے ہیں۔ سیرت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے ہاں رمضان المبارک صرف

انفرادی برکتیں اور حصول ثواب کے موقع ہی نہیں لاتا تھا بلکہ میدان کارزار میں حق و باطل کی کشاکش بھی

اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اس ماہ مبارک میں جاری رہی۔ چنانچہ یوم بدر جسے اللہ تعالیٰ نے یوم

الفرقان (حق و باطل میں فرق کر دینے والا دن) قرار دیا، رمضان المبارک ۲۴ ہجری میں پیش آیا۔

ویکھیے کیسی مناسبت ہے۔ جس آیت میں فرضیت روزوں کا تذکرہ ہے، بالکل اسی طرح اس آیت میں فتح

ونصرت کے مالک نے قرآن کریم کو ”فرقان“ سے تعبیر فرمایا ہے۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْفُرْقَانُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبُشِّرَتِ مَنْ أَهْدَى وَالْفُرْقَانُ﴾

(البقرة: 185)

”رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت کی واضح

نشانیوں اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کے کھلے دلائل کے ساتھ“۔

معلوم ہوا، اس ماہ مبارک میں دو ”فرقان“ ہیں، یعنی ایک تو قرآن جو حق و باطل کے درمیان دلیل کی

قوت سے فرق کرنے والا ہے اور دوسرا ”فرقان“ غزوہ بدر ہے جو عالم واقعہ میں باشعل حق و باطل میں فرق کا

سبب بناتا ہے۔ یوم بدر اللہ نے مسلمانوں کو غلبہ دیا اور کفار کو ذلت آمیز شکست سے دو چار کیا۔ دکھانا یہ مقصود ہے کہ

رمضان المبارک میں آنحضرت مسیح اور صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم انفرادی اعمال خیر کے ساتھ غلبہ دین کی جذب و چہد کو بھی جاری رکھے ہوئے تھے۔ رفقائے تنظیمِ اسلامی کے لیے رمضان المبارک کے دوران یہ پہلو بھی انتہائی اہم ہے۔ تنظیمِ اسلامی نے اپنے لیے جو طریق کا اور منہج اختیار کیا ہے اُس کی رو سے مرحلہ انقلاب میں سے دعوت، تربیت، تنظیم اور صبر محض کے مرحلے اس وقت درپیش ہیں۔ اس نسبت سے رفقائے تنظیم کی ان ضروریات کو رمضان المبارک باحسن و جوہ پورا کرتے ہوئے بھرپور دعوت عمل ہمارے سامنے رکھتا ہے۔

تنظیمِ اسلامی کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کی محافل:

دورہ ترجمہ قرآن کی محافل کے انعقاد سے رفقائے تنظیمِ اسلامی کو منہج کے ان چاروں مرحلہ پر عمل کے موقع میسر آتے ہیں:

1۔ دعوت:

رمضان المبارک کی آمد سے قبل ہی دورہ ترجمہ قرآن کی محافل کے لیے تیار یوں کا آغاز کر دیا جاتا ہے، جن میں سب سے اہم کام دعوت ہی کا ہوتا ہے۔ قرآن کی دعوت کو عام کرنے اور اس کا انقلابی پیغام لوگوں تک پہچانے کا یہ بہترین موقع ہوتا ہے۔ رمضان میں دل نرم ہوتے ہیں۔ اذہان نیکی کی طرف مائل ہوتے ہیں اور دین داری کی عمومی فضابندی ہوتی ہے۔ اس بنا پر لوگوں کو دعوت دے کر دورہ ترجمہ قرآن کی محافل میں شریک کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر فیض داعی الی اللہ کا کردار ادا کرے اور موقع کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔ اپنے دوست احباب کو اس مخالف کی برکتوں سے روشناس کروائے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ ان محافل میں شریک ہو۔ جاننا چاہیے کہ دعوت کا کام دورہ ترجمہ قرآن سے قبل ہی مکمل نہیں ہو جاتا بلکہ دورے کے دوران بھی جواہب پروگرام میں شریک ہو رہے ہوں، اُن سے ربط و ضبط پیدا کیا جائے اور رمضان المبارک کے بعد انھیں مقامی حلقوں جاتی قرآنی سے منسلک کرنے کی کوشش کی جائے۔

2۔ تربیت:

ویسے تو ماہِ رمضان ہے ہی تربیت کا مہینہ، مگر دورہ ترجمہ قرآن کی محافل میں رفقائے تنظیم کے لیے فکری و

عملی تربیت کا بہت ساسامان ہے۔ رمضان کی راتوں میں قرآن کے ساتھ قیام، روح کی بالیدگی اور روتازگی کا ذریعہ ہے۔ ساتھ یہ داعی دین کی ناگزیر ضرورت "علم دین" کو بھی کسی درجے میں پورا کرتا ہے۔ وہ افراد جو تحریک رجوع ای القرآن سے وابستہ ہوں اور خود خادم قرآن اور داعی قرآن ہوں، ان کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ قرآن حکیم کے ترجمے اور مفہومیں سے خوب واقف ہوں۔ دورہ ترجمہ قرآن میں شوری اور کل وقتی شرکت اس ضرورت کو پورا کرتی ہے۔

یہ قرآن حکیم ہی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کا آنکہ انقلاب بھی تھا اور آنکہ تربیت بھی، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

(هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأَقْرَبِينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَنْذِلُوا عَلَيْهِمْ أَيْتَهُ وَيَنْزِلُ كَيْفَيْهِمْ وَيَعْلَمُهُمُ الْكِتَبُ وَالْحِكْمَةُ) (الجمعہ: 2)

"وَهِيَ ہے اللہ، جس نے رسول بھیجا امینین میں انھی میں سے، وہ ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتے ہیں، ان کا ترکیہ کرتے ہیں، اور وہ کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں"۔

3۔ تنظیم:

دورہ ترجمہ قرآن کی مخالف کا انعقاد بلاشبہ ایک مشکل امر ہے۔ مسلسل تیس روز تک باقاعدگی کے ساتھ منظم انداز میں کسی محفل کو منعقد کرنے کے لیے کافی محنت اور یکسوئی درکار ہے۔ رفقاء جب احساں فرض کے تحت اپنے بالا تنظیم کے احکام پر سمع و طاعت اور عمدگی کے ساتھ عمل کریں تو ہی ان مخالف کو حسن و خوبی کے ساتھ منعقد کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ دوران ماہ رمضان سمع و طاعت کے جذبے کو تازہ رکھا جائے۔

4۔ صبر محض:

ظاہر ہے صبر محض کا مرحلہ مصائب و شدائد میں کامل ضبط نفس اور انضباط کا مقاضی ہے۔ ہر دیکھنے والی آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ اسلام کے نظامِ عبادات میں ضبط نفس کی مشق اپنی کامل اور مکمل صورت میں روزے کی عبادات میں ظاہر ہوتی ہے۔

چنانچہ رفقائے تنظیم کے لیے مراحل انقلاب میں سے صبر محض کی مشق اور اپنے آپ کو تیار کرنے کا بہترین موقع رمضان المبارک کی فرض عبادات یعنی شرائط و آداب کے ساتھ روزوں کا اہتمام ہے۔

[رمضان المبارک اور انفاقِ مال]

انفاق کے حوالے سے ہم جانتے ہیں کہ ایک ہے فرض انفاق یعنی زکوٰۃ اور دوسرا ہے نفی انفاق۔ اکثر افراد کا معمول ہے کہ رمضان المبارک میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ یہ بات اس اعتبار سے مناسب ہے کہ زکوٰۃ قمری تقویم سے فرض ہوتی ہے تو حساب میں سہولت رہتی ہے۔ ادائے زکوٰۃ کا اہتمام ضروری ہے چونکہ یہ ایک عبادت ہے (نیکس یا چیری نہیں)۔ لازم ہے کہ اس کی ادائیگی شریعت میں متعین طرز پر کی جائے، ہر صاحب نصاب پر اس کے احکام و مسائل جانا ضروری ہے۔ نفی انفاق کی مزید واقعہ میں متعین طرز پر کی جائے، ہر صاحب خرچ کیا جائے جسے عموم صدقات و خیرات سے تغیر کرتے ہیں اور دوسرا قسم وہ ہے جو اللہ کے دین کے لیے خرچ کیا جائے یعنی اجتماعی فرائض ادا کرنا، جیسے اللہ کے دین کی سر بلندی کی جدوجہد، دینی علوم کی نشر و اشاعت وغیرہ پر، اسے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ذمے قرض سے تغیر کرتے ہیں۔ وعدہ ربانی ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَنْفِرُ مِنَ اللَّهِ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضِعِفُهُ لَهُ أَضْغَافٌ كَثِيرٌ﴾ (آل بقرۃ: 245)

”کون ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو دے قرض---- بہترین قرض----، کہ وہ (اللہ تعالیٰ) بڑھائے چڑھائے اسے اس کے لیے، کئی گناز یادہ“۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ کی رمضان المبارک میں سخاوت کا حال یوں بیان کرتے ہیں: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِنْرِيلٌ، وَكَانَ جِنْرِيلٌ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيَدَرِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَمَّا سُوِّلَ اللَّهُ حِينَ يَلْقَاهُ جِنْرِيلٌ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرَّبِيعِ الْمُؤْسَلَةِ))⁽²²⁾

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخنی تھے، اور خصوصاً رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی سخاوت میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا تھا جب رمضان المبارک کی ہرات میں حضرت جبرايل عليه السلام آپ ﷺ سے ملتے تھے اور آپ ﷺ ان کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے، جب جبرايل عليه السلام آپ ﷺ سے ملتے تھے تو آپ دوسروں کو بھلانی پہنچانے میں تیرچلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ تیز ہو جاتے تھے۔“

⁽²²⁾ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکہ

ہم نے انفاق فی سبیل اللہ کا تذکرہ انفرادی امور اور اجتماعی امور دونوں کے بعد کیا ہے اس لیے کہ یہ عمل دونوں کا جامع ہے۔ لہذا اللہ کی راہ میں رمضان المبارک کے دوران زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیے اور جو تقسیم ذکر کی گئی ہے، ان سب کو خرچ کرتے وقت ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اس موقع پر صدقۃ الفطر کی ادائیگی کو بھی ذکر کر دینا مناسب ہے۔ اہتمام کرنا چاہیے کہ عید الفطر سے کچھ پہلے ہی مستحقین تک رقم پہنچ جائے تاکہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

رب کریم سے دعا ہے کہ ہمیں رمضان المبارک کی ساعتوں سے خوب بہرہ و رفرماء اور جو کچھ گزارشات کی گئیں ان پر رقم اور تمام رفقائے تنظیمِ اسلامی کو اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

عظمتِ صیام

اور

تقلیلِ طعام

تقویٰ کیا ہے؟

روزے کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے، اس لیے آغازِ مضمون میں تقویٰ کو سمجھنا ضروری ہے۔ قاضی محمد علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ”کشاف اصطلاحات الفنون“ میں لکھتے ہیں: ”لغت میں تقویٰ کے معنی خود کو قابلِ خوف چیزوں سے بچانا ہے، البتہ شریعت میں تقویٰ سے مراد اللہ کے احکام کی پیروی کرنا اور اس کی منوعات سے اجتناب کرنا یا بالفاظ دیگر انسان کا خود کو گناہ سے بچانا تقویٰ کہلاتا ہے۔“⁽¹⁾ بعدواں الفاظ پہلی تعریف کے جامع ہیں کیوں کہ گناہ میں ترک المأمور اور فعل المکروه دونوں شامل ہیں۔ پس تقویٰ کا ایک رخ تو یقیناً اللہ کی نافرمانی سے بچنا ہے جیسا کہ سیدنا ابی ابن حبیب رض نے سیدنا عمر رض کو کائنوں بھری راہ کی مثال دیتے ہوئے واضح فرمایا کہ کائنوں سے فیکر گز رنا ہی تقویٰ ہے لیکن اس کا دوسرا پہلو بھی تقویٰ کے مفہوم میں شامل ہے جسے عام طور پر اللہ کی فرمانبرداری کہا جاتا ہے۔

ابوالبقاء حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”الکلیات“ میں لکھتے ہیں: ”سیدنا علی رض کے فرمان کے مطابق اللہ کی نافرمانی سے بچنا اور اس کی اطاعت کی طرف رغبت کرنا تقویٰ ہے اور یہی طریقہ عمل ہے جس کی بدولت انسان دوزخ سے نجات اور جنت کا قرار حاصل کرتا ہے۔“⁽²⁾

اس تعریف میں تقویٰ کے دو مفہوم سامنے آ رہے ہیں کہ دنیا میں اللہ کی منع کردہ چیزوں سے رکنا، اس کے دیے گئے احکام کی خلاف ورزی سے بچنا اور اس کے نتیجے کے طور پر دوزخ کے عذاب اور محرومی جنت سے بچنا تقویٰ ہے۔ یہی بات، استاذ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس انداز سے فرمایا کرتے تھے کہ ”دنیا میں اللہ کی نافرمانی سے بچوتا کہ آخرت میں اللہ کے عذاب سے فیکر سکو۔“

علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”التعیریفات“ میں لکھا ہے ”اللہ کی اطاعت کے ذریعے سے اس کے عذاب سے بچاؤ تقویٰ ہے، یا کرنے اور نہ کرنے (فعل و ترک) میں عذاب الہی کا مستحق بننے سے بچنے کی کوشش تقویٰ ہے۔“

(1) کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، ص 501، الناشر: مکتبۃ لبنان ناشرون، بیروت، الطبعة الاولى

1996

(2) الكلیات معجم في المصطلحات والفرق الملغوية لابي البقاء الحنفی، ص 299، الناشر مؤسسة الرسالة، بیروت

معجم لغة الفقهاء میں تقویٰ کے باطن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ان الفاظ کے ساتھ کہ ”تقویٰ ایک ایسی صفت ہے جو انسان کو اللہ کے احکام کی پیروی اور اس کے منع کیے گئے امور سے اجتناب پر ابھارتی ہے۔“⁽³⁾ اس تعریف میں تقویٰ کے ظاہر سے آگے بڑھ کر اس کے باطن کی طرف اشارہ موجود ہے، گویا تقویٰ اصل میں ایک جذبے کا نام ہے جو انسان کو اللہ کی نافرمانی سے بچاتا ہے یا اس کی فرمانبرداری میں کھپاتا ہے۔ اسی لیے اسلاف میں سے کئی بزرگ، تقویٰ کا ترجمہ لفظ ”ڈر“ سے کیا کرتے تھے۔ اس بات کی تائید حدیث بخاری سے یوں بھی ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا ((التقویٰ هاہنا))⁽⁴⁾ ”تقویٰ تو یہاں ہوتا ہے۔“ چنانچہ ظاہری فرمانبرداری ”تقویٰ“ نہیں بلکہ تقویٰ کا مظہر کہلانے گی، بلکہ تقویٰ اس جذبے کو کہا جائے گا، جو اس فرمانبرداری کی پشت پر کار فرما اور دل میں موجود ہوتا ہے۔ چون کہ ظاہر، باطن کا اور جوار، قلب کا پرتو بلکہ کیفیات کا مظہر بھی ہوتے ہیں اس لیے تقویٰ کے بیان میں بالعموم اس کے ظاہر یعنی نافرمانی سے اجتناب اور کاراطاعت کو ہی بیان کیا جاتا ہے تاکہ تقویٰ کو با آسانی پہچانا جاسکے۔ چنانچہ امام اہلبند حضرت شاہ ولی اللہ عاصی نے ”جیۃ اللہ البالغة“ میں ”مقامات و احوال“ کے بیان میں تقویٰ کی تعریف میں لکھا ہے ”مُلَكَّةٌ مَدْافِعَةٌ دَاعِيَةٌ مَخَالِفَةٌ الْخَدُودُ الشَّرْعِيَّةَ“ ”تقویٰ ایک ایسے ملکہ اور صلاحیت کا نام ہے جو حدود شرعیہ کی مخالفت کے داعیے کے بال مقابل مدافعت کرتا ہے۔“⁽⁵⁾

حضرت شاہ ولی اللہ عاصی نے ”جیۃ اللہ البالغة“ میں اپنا فلسفہ اخلاق تفصیل سے بیان کیا ہے، جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے انسان کے اندر دو قوتیں رکھی ہیں۔ ایک قوت ملکیت ہے اور دوسری قوت بھیمیت (حیوانیت) ہے۔ یہ دونوں آپس میں مزاحمت کرتی رہتی ہیں، چنانچہ ملکیت بلندی کی طرف اور بھیمیت انسان کو پستی کی طرف لانے کی کوشش کرتی ہے۔ کبھی انسان کی بھیمیت غالب آجائے تو ملکیت اس کے سامنے مغلوب ہو جاتی ہے اور اگر ملکیت غالب ہو جائے تو بھیمیت پسپا ہو جاتی ہے۔ پس اگر انسان پر بھیمیت کا غلبہ ہو تو وہ انسان کو نیکی سے روک کر خواہشات نفس کا دلدادہ اور ہواۓ نفس کا پیرو بنادیتی ہے۔ پھر انسان گناہ

(3) معجم لغة الفقهاء، محمد رواش قلعجي، سحامد صادق قبيسي، دار النفائس حرف الناء، ص 141

(4) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم المسلم

(5) حجۃ اللہ البالغة، ص 638، الناشر: دار الكتب الحدیثة، مکان النشر القاهرة۔ بغداد

کے رستے پر جا پڑتا ہے اور اگر اس پر اس کی ملکیت (روحانیت یا روحانی وجود) غلبہ پالے تو انسان نیکی کے رستے پر پیش قدمی کرتا ہے۔

یہ سوال اپنی جگہ برقرار ہے کہ بہیمیت کو شکست دے کر ملکیت کو غالب کیسے کیا جائے؟ تو اس کا جواب

حضرت شاہ صاحب جع نے یوں دیا ہے:

”پس انسان اللہ کی طرف سے جان لیتا ہے کہ اس کی بہیمیت، ملکیت کو دبارہی ہے چنانچہ وہ بہیمیت کو دور کرنے کے لیے، بھوک و پیاس کے علاوہ مباشرت، کلام اور دیگر اعضا پر قابو رکھنے سے اس مرض کا علاج کرتا ہے۔ اس کام کے لیے خاص مشق کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی کا نام روزہ ہے۔ جونہ صرف ایک عظیم نیکی ہے بلکہ قوت ملکیت کو طاقت فراہم کرنے اور قوت بہیمیہ کو کمزور کرنے کا عمدہ ذریعہ بھی ہے۔ جس قدر بہیمیت کا جوش کم ہوگا، اسی قدر انسان کو گناہوں سے چھکارہ ملے گا (بالا الفاظ دیگر تقویٰ پیدا ہوگا) پس روح کو صیقل کرنے اور طبیعت (نفس) کو دبانے کے لیے روزے جیسی عمدہ ریاضت کوئی نہیں۔ قوت بہیمیہ کو توڑنے والی اولین ریاضتیں روزہ اور، (ترجمہ) کم سوتا ہے اور یہ دونوں امور (انسان کی روحانی زندگی کے لیے) دو ایک مانند ہیں،“⁽⁶⁾ نیز امام غزالی جع نے ”احیاء علوم الدین“ میں، امام ابن قیم جع نے ”مدارج السالکین“ میں اور دیگر کئی علمائے سلف نے اپنی اپنی اصطلاحات و تصنیفات میں یہ فلسفہ بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جع نے یہی فلسفہ قدرے آسان اور جدید الفاظ میں، ”عظمت صوم“ اور ”عظمت صیام و قیام رمضان“ میں بیان کیا ہے۔ اس کا ایک خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

”حقیقت یہ ہے کہ انسان ایک مرکب وجود کا حامل ہے جو دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ ایک اس کا وجود حیوانی جو مجموعہ ہے جسم اور جان یا جسد و حیات دونوں کا اور دوسرے روح انسانی، جس کی بزرگی کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی ذات کی طرف نسبت دی! حیوانی وجود کا رجحان عالم سفلی کی طرف ہے جبکہ وجود روحانی کی پرواز عالم علوی کی جانب ہے، وجود حیوانی خاکی الاصل ہے لہذاز میں وزیری خواہشات کی طرف مائل رہتا ہے جبکہ وجود روحانی نوری الاصل ہے پس بہیشہ عالم بالاکی جانب مائل و متوجہ رہتا ہے۔ پہلا وجود، حیوانات کی سطح پر ہے تو دوسرا فرشتوں کا ہم رتبہ ہی نہیں بالوقہ ان سے بھی آگے ہے، گویا دونوں وجود باہم (6) ملخص از حجۃ اللہ البالغة، باب رفع الحجاب، باب اسرار الصُّوم اور باب التکلیف وغیرہ میں دیکھی جا سکتی ہیں)

متضاد و متصادم ہیں۔ چنانچہ ایک تقویٰ پاتا ہے تو دوسرا لازماً مضھل ہوتا ہے اور ایک کا باو بڑھتے تو دوسرے کا کچلا جانا لازمی ہے۔ چونکہ انسان کا وجود حیوانی خاکی الاصل ہے اس لیے اس کی جملہ ضرورتیں اور اس کے تغذیہ و تقویٰ کا تمام سامان بھی زمین ہی سے حاصل ہوتا ہے، چنانچہ بطن و فرج کے تقاضوں کی بھرپور تکمیل اور کثرت آرام و استراحت سے وجود حیوانی مضبوط ہوتا جاتا ہے، جس کے نتیجے کے طور پر روح مضھل ہوتی چلی جاتی ہے، حتیٰ کہ وہ وقت بھی آ جاتا ہے جب انسان کا جسد خاکی خوب فربہ تو اناظر آتا ہے درآں حال کہ اس کی روح کمزور اور لا غیر ہوتی ہوتی بالآخر سک سک کر دم توڑ دیتی ہے اور جسم انسانی اس روح کے لیے چلتی پھر تی قبر بن کر رہ جاتا ہے۔

اس پس منظر میں صیام و قیامِ رمضان کی اصلی غایت و حکمت اور ان کا اصل ہدف و مقصد ایک جملے میں اس طرح سمو یا جا سکتا ہے کہ ایک طرف روزہ انسان کے جسم حیوانی کے ضعف و ضلال کا سبب بتا ہے جس کے نتیجے میں روح انسانی کے پاؤں میں پڑی ہوئی بیڑیاں کچھ بلکی ہوتی ہیں اور بیہیت کے بھاری بوجھتے دبی ہوئی اور سکتی اور کراہتی ہوئی روح کو سанс لینے کا موقع ملتا ہے اور دوسری طرف قیامِ اللیل میں کلامِ رباني کا روح پرور نزول، روحانی تغذیہ و تقویٰ کا سبب بتا ہے چنانچہ کلامِ الہی کی عظمت کا اچھی طرح احساس ہونے لگتا ہے کہ روحانی سکون اور ہر قسم کے مرض و درد کا علاج اسی میں ہے۔ دوسری جانب روح انسانی از سر نو قوی اور تو انہا ہو کر اپنے مرکز کی طرف مائل پرواز ہو جاتی ہے۔ پس کہا جائے گا کہ صیام و قیامِ رمضان کا اصل مقصد یہ یہ ہے کہ روح انسانی بیہیت کے غلبے اور سلطنت سے نجات پا کر گویا حیات تازہ حاصل کرے اور پوری شدت و قوت اور کمالِ ذوق و شوق کے ساتھ اپنے رب کی جانب متوجہ ہو جائے اور تقویٰ و عبادت کے جذبے سے سرشار ہو کر انسان اللہ کا قرب حاصل کر سکے۔

المیہ: افسونا ک صورت حال یہ ہے کہ باوجود تمام تر ”روزے داری“ کے تقویٰ و لذیثت کم یاب ہے تو دیکھا جائے کہ باوجود روزہ رکھنے کے تقویٰ کیوں پیدا نہیں ہو رہا، روح انسانی، وجود حیوانی کے چنگل سے کھل کیوں نہیں پاتی، ملکیت، بیہیت پر غلبہ کیوں نہیں پاتی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ روزہ رکھا تو جاتا ہے لیکن اس کے بعض آداب کا خیال نہیں رکھا جاتا جس کے سبب روزے کے فوائد مطلوبہ حد تک حاصل نہیں ہو پاتے ان متروک آداب میں سے آدابِ طعام بھی ہیں۔ کھانا یقیناً اللہ کی ایک نعمت ہے اور دیگر نعمتوں کی طرح اس نعمت

کے بارے میں بھی اللہ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے جس کے مطابق ہی نعمت طعام کو 'برتا' چاہیے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق یہ رہنمائی چار اقسام پر ہے: پہلی رہنمائی کا تعلق کسبِ رزق یا حصولِ روزی کے ذرائع سے ہے، جسے عرفِ عام میں حرامِ حلال کا پرہیز کہا جاتا ہے۔ دوسری رہنمائی غذا کے وقت کے بارے میں ہے۔ رہنمائی کا تیرامیدان، رزق کی مقدار اور چوتھا اقسام و تعدادِ طعام کے متعلق ہے۔ چون کہ اس وقت گفتگوِ رمضان کے حوالے سے ہو رہی ہے اس لیے پہلی دو اقسام یعنی وقتِ طعام اور ذرائعِ رزق سے صرفِ نظر کرتے ہوئے کہ روزے میں کھانے پینے کے اوقات تو پہلے ہی محدود کر دیے گئے ہیں اور رزقِ حرام سے اجتناب اور حلال پر اکتفا عام دینی تعلیمات اور رمضان کے حوالے سے تقویٰ کی تلقین میں عام طور پر بیان ہوتا ہی ہے، پس آخری دو یعنی مقدارِ طعام اور اقسام و تعدادِ طعام کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ دینی اقدار کی پابندی کرنے والے، یا رمضان کی برکات کو سینئن کا ارادہ نیک رکھنے والے بھی اس میدان میں کچھ پیچھے یعنی "کھانے پینے میں آگے" ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ رمضان میں اس درجے کی محنت و اجتہاد نہیں کر سکتے جو مطلوب ہوتی یا ان کے ارادے میں ہوتی ہے۔

تو سب سے پہلا کنٹ تقلیل طعام کا اہتمام اور کثرتِ اکل سے اجتناب ہے، جو عقل سیم کا تقاضا بھی ہے جیسا کہ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "اسلام سے پہلے اور بعد، اہل عقل کم کھانے کی تعریف اور پرخوری کی مذمت کرتے رہے ہیں"۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محبیت نبی، حکماء و عقولاء سے بہت زیادہ حق دار تھے کہ اس معاملے میں ہماری رہنمائی فرماتے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اسلوب میں پرخوری کی مذمت فرمائی۔

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک کھانا نہیں کھایا کرتے تھے جب تک ان کے ساتھ کھانے میں کوئی مسکین نہ شریک ہوتا۔ چنانچہ ایک دن میں ایک مسکین کو لے کر آیا تو اس نے بہت زیادہ کھانا کھایا اس پر عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا "اے نافع آج کے بعد اس شخص کو میرے پاس نہ لانا کیوں کہ میں نے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمारہ تھے:

((الْمُؤْمِنُ مَا يَأْكُلُ فِي مَعَى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةٍ أَمْعَانٍ)) (7)

"مُؤْمِنٌ ایک آنٹ میں کھاتا ہے جبکہ کافرسات آنٹوں میں کھاتا ہے"

(7) صحیح البخاری، کتاب الاطعمة، باب المؤمن یا کل فی معی واحد

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جس فرمان رسول ﷺ کی طرف اشارہ کیا، اس کا شانِ ورود یوں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک کافر مہمان کو دودھ پیش کیا تو وہ یکے بعد دیگرے سات بکریوں کا دودھ پی کر سیر ہوا۔ پھر اگلے دن وہ مسلمان ہو گیا تو آپ ﷺ نے اسے پھر دودھ پیش کیا تو وہ ایک بکری کا دودھ پی گیا جب اسے مزید دودھ پیش کیا گیا تو وہ دوسرا بکری کا دودھ ختم نہ کر سکا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ”مُؤْمِنٌ أَيْكَ آتَنَتْ مِنْ كَهْتَانَتْ“ جب کہ کافر سات آنٹوں میں کھاتا ہے۔⁽⁸⁾

امام ملا سلطان علی القاری رحمۃ اللہ علیہ ”مرقاۃ شرح مشکاة“ میں فرماتے ہیں ”یہ معلوم ہے کہ کافر اور مومن کی آنٹیں برابر ہی ہوتی ہیں لہذا اس حدیث کا ظاہری مطلب مراد ہے بلکہ اس کی تاویل کی ضرورت ہے اور اس کی تاویلات ایک سے زیادہ ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ آنٹوں سے مراد شہوت (یعنی طلب طعام) ہے جو ایک کافر میں مومن کی نسبت کئی گناہ زیادہ پائی جاتی ہے۔ پس مومن کامل کی رغبت، شہوت اور طلب طعام کے بجائے زہد و تقلیل طعام کی طرف ہو گی جبکہ کافر کی رغبت شہوت اور طلب کثرت طعام کی طرف ہو گی البتہ اشخاص کے فرق سے تناسب میں فرق آتا رہے گا۔⁽⁹⁾

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں : ”اس حدیث کی رو سے، مومن میں زہد و قناعت اور تقلیل طعام کا رویہ پیدا ہونا چاہیے کیوں کہ تقلیل طعام حasan اخلاق میں سے ہے جبکہ کثرت طعام بری عادات میں سے ہے۔⁽¹⁰⁾

اسی طرح ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کے پاس ڈکار لیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

((كَفَ عَنَّا خَشَاءً كَفَ إِنَّ أَكْثَرَهُمْ شَبَقَا فِي الدُّنْيَا أَطْلُهُمْ جُوَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))⁽¹¹⁾

”اپنے ڈکار کرو کو، پس دنیا میں زیادہ سیر ہے والے قیامت کے دن زیادہ بھوکے رہیں گے۔“

عبد الرحمن مبارکبوری رحمۃ اللہ علیہ، ”تحفۃ الاحوذی شرح سنن الترمذی“ میں فرماتے ہیں کہ ”ڈکار سے روکنا صل میں پیٹ بھر کر کھانے سے روکنا ہے کیوں کہ یہی بات ڈکار کا سبب بنا کرتی ہے“⁽¹²⁾ دوسرا

(8) صحیح البخاری، کتاب الاطعمة، باب المؤمن باتفاق مکال فی معنی واحد

(9) مرقاۃ شرح مشکوہ، کتاب الاطعمة، ص 2697، الناشر: دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى 2002م

(10) شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب المؤمن باتفاق مکال فی معنی واحد

(11) جامع الترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق، باب منه، ماجاء فی صفة او ای الحوض

(12) تحفۃ الاحوذی، ابواب صفة القيامة، باب ماجاء فی صفة او ای الحوض

روايات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص صحابی رسول ابو جعفر رض تھے۔ امام طبرانی رض نے ”المعجم الاوسط“ اور امام نیقی رض نے ”شعب الایمان“ میں یہ الفاظ بھی روایت کیے ہیں کہ ((فَمَا أَكَلَ أَبُو جَحَنِفَةَ مِنْ أَطْعَمَهُ حَتَّىٰ فَارَقَ الدُّنْيَا))⁽¹³⁾ ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وساتھی کی اس تنبیہ کے بعد ابو جعفر رض نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔“ امام ابن ابی الدنيا رض کتاب الجوع میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو جعفر رض نے ایک دن خود بیان کیا کہ ”اس واقعے کے بعد اب تیس سال ہو نے کوئی کہ میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔“⁽¹⁴⁾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وساتھی فرماتے ہیں: ((فَإِنَّمَا لَا أَدْمَنُ وَعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِي، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أَكْلَاثَ يَقْنَى ضَلَبَةً، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثَلَثُ لِطَعَامِهِ، وَثَلَثُ لِشَرَابِهِ، وَثَلَثُ لِنَفْسِهِ))⁽¹⁵⁾ ”انسان کوئی بھی برتن نہیں بھرتا جو اس کے پیٹ سے زیادہ برا ہو۔ انسان کے لیے چند لمحے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں اور اگر اس سے زیادہ کھانا ہی ہے تو ایک حصہ پیٹ کھانے کے لیے رکھے، دوسرا حصہ پانی کے لیے اور ایک حصہ ہوا کے لیے یعنی خالی چھوڑے۔“

ابن ماجہ کی روایت میں آخری حصہ یوں ہے: ((فَإِنْ غَلَبَتِ الْأَدْمَنُ نَفْسَهُ فَثَلَثُ لِلطَّعَامِ وَثَلَثُ لِلشَّرَابِ وَثَلَثُ لِلنَّفْسِ))⁽¹⁶⁾ ”اگر انسان پر اس کا نفس غالب آہی جائے تو پھر پیٹ کا ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پانی کے لیے جبکہ ایک تہائی ہوا کے لیے خالی رکھے۔“

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی پیٹ کا پانی اور کھانے سے بھرنا بھی ایک طرح کی رخصت ہے ورنہ پسندیدہ بھی ہے کہ انسان اس سے بھی کم کھانا کھایا کرے۔ علامہ ابن الصفا قصی رض فرماتے ہیں ”کھانے کے حوالے سے انسان تین مراتب پر ہوتے ہیں۔ ایک وہ لوگ جو وقت بے وقت کھاتے رہتے ہیں یا اہل جاہلیت کا طریقہ ہے۔ دوسرے وہ لوگ جو بھوک کے وقت اتنا ہی کھاتے ہیں جس سے بھوک مٹ جائے۔ اور وہ لوگ جو خود کو بھوکار کھتے ہیں تاکہ اپنی شہوت کو توڑ سکیں اور یہ جب کھاتے ہیں تو اتنا ہی جس سے

(13) المعجم الاوسط، ص 378، الناشر دار الحرمین، القاهرة 1415

(14) الجوع لابن ابی الدنيا، ص 27، الناشر دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الاولى 1997م

(15) جامع الترمذی، كتاب الزهد، باب ماجاء فی کراہیہ کثرة الاعکل

(16) سنن ابن ماجہ، كتاب الاطعمة، باب الاقتصاد في الاعکل و کراہة الشبع

(زندہ رہ سکیں، ۱۷)

پہلا طبقہ تو ظاہر ہے کہ ناپسندیدہ ہے۔ دوسرا طبقہ ایک ایسے راستے پر ہے جس کی نہ تو مذمت کی جا سکتی ہے اور نہ ہی تعریف، کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک مباح طرز عمل ہے، جس میں نہ تو گناہ ہے اور نہ ہی ثواب، البتہ تیراگروہ ایک پسندیدہ طرز عمل پر ہے جس کے لوگ اپنی شہوت کو توڑنے اور نفس کو کمزور کرنے کے لیے بھوکار کھتے ہیں اور جب کھاتے ہیں تو اتنا ہی جس سے جنم کا جان سے رشتہ باقی رہ سکے۔

افطار اور کھانا

امام غزالی رض نے افطار کے آداب میں پانچوائیں ادب 'افطار میں کم کھانا' شمار کیا ہے، فرماتے ہیں "بوقت افطار حلال کھانا بھی کم ہی کھانا چاہیے۔ اتنا نہیں کھانا چاہیے کہ پیٹ تن جائے کیوں کہ بھرے برنسوں میں کوئی طرف پیٹ سے برانیں اگرچہ حلال ہی سے بھرا جائے۔ پس جو شخص دن بھر کی بھوک و پیاس کی تلافی افطار کے وقت کر لے گا تو وہ اپنی شہوت کو توڑ کر شیطان کو کیسے مغلوب کر سکے گا؟ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ کھانے کی مختلف انواع و اقسام کا زیادہ انتہام رمضان میں ہی ہوتا ہے اور لوگوں کی عادت ہو گئی ہے کہ رمضان میں وہ کچھ کھا جاتے ہیں کہ پورے سال میں نہ کھاتے ہوں گے جبکہ روزے سے مقصود پیٹ کو بھوکار کھنا اور خواہش کو توڑنا ہے تاکہ نفس میں تقویٰ کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور اس صورت میں کہ انسان دن میں تو کھانے سے رکارہا لیکن جب اس کی بھوک چک اٹھی اور رغبت خوب ہوئی تو لذیذ چیزیں خوب سیر ہو کر کھائیں تو صاف بات یہ ہے کہ اس کی لذت و شہوت اور قوتِ نفس میں اضافہ ہی ہو گا جبکہ مقصود اس کے بر عکس تھا، پس جب روزے کی روح قوائے شہوت کو توڑنا ہے جو شیطان کے لیے ذرا لمحہ کی مانند ہیں تو افطار کے وقت پڑھوڑی سے بچنا چاہیے اور اگر بالفرض ظہرانے کی مقدار جس کا نامہ ہو چکا تھا، بھی افطاری کے ساتھ کھا لیں تو مقصود فوت ہو گیا، پس چاہیے کہ افطار کرنے والا اتنا ہی تھوڑا سا کھائے جو عام دنوں میں کھایا کرتا تھا اس پر امید ہے کہ رات کو تہجد و وظائف (وتر اونج) (یا باعتبار بعض دورہ ترجمہ قرآن) میں آسانی ہو۔ کیا عجب کہ ایسے افطار کرنے والے پر کچھ ملکوتی اشیاء و انوار وغیرہ کھول دیے جائیں اور جو شخص اپنے آپ اور اپنے دل کے

درمیان میں غذا کی آڑ (یا پھاڑ) کھڑا کر لے گا، وہ ملکوتی فیوض سے محروم و مجبوب ہی رہے گا،⁽¹⁸⁾

کثرت طعام کسل و ثقل کا باعث بنتا ہے یہ چیزیں انسان کو عبادت سے روکتی ہیں۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ”کھانے میں زیادتی، اور زیادہ سیر ہو کر کھانا انسان کو اللہ کی عبادت و طاعت سے موڑ کر جسمانی تقاضوں کی طرف راغب کرتا ہے۔ انسان میں شہوت بڑھ جاتی ہے اور انسان شیطان کے راستے پر آ جاتا ہے کیوں کہ شیطان انسان کے خون میں سرایت کیے ہوئے ہے۔“⁽¹⁹⁾

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”سولہ سال ہوئے کہ میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا سوائے تھوڑے سے کھانے کے کیوں کہ زیادہ کھانا انسان کو بوجھل کرتا ہے، دل کو سخت اور ذہانت کو مم کرتا ہے، اس سے نیند بہت آتی ہے اور زیادہ کھانا انسان کو عبادت سے روک دیتا ہے۔“⁽²⁰⁾

اشکال: جب افظار میں تقلیل طعام پر بات کی جاتی ہے تو نبی اکرم ﷺ کے ”خطبہ رمضان“ کے حوالے سے دو اشکال پیدا ہو جاتے ہیں۔ پہلا یہ کہ الفاظ مبارکہ ((شہریزاد فیہ رزق المومن))⁽²¹⁾ کے مطابق ”ماہ رمضان میں تو بندہ مومن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے“۔ لہذا رمضان میں تقلیل طعام کوئی پسندیدہ امر نہیں بلکہ اس میں تو خوب کھانا چاہیے تاکہ اللہ کی نعمت کاظہور ہو سکے۔ اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ حدیث میں مذکور، رزق میں مادی اور معنوی یا روحانی دونوں قسم کے رزق مراد ہیں۔ اس لیے مادی رزق یعنی اقسام طعام کی طرف اپنی توجہات کو مرکز کرنے کی وجہے رمضان کے روحانی رزق، قیام اللیل اور تلاوت قرآن اور تسبیح و مناجات کی طرف زیادہ رغبت کرنی چاہیے۔ البتہ اگر اس سے مراد صرف مادی رزق ہی لیا جائے تب بھی اس کا لازمی مطلب زیادہ کھانا نہیں ہے بلکہ دیگر نعمتوں کی طرح نعمت طعام میں بھی ”زہد“ کا روایہ مطلوب ہے۔ زہد کا مطلب یہ ہے کہ حلال کو حرام کہے بغیر کم از کم ضرورت کی حد تک استعمال کیا جائے۔ سوچنا چاہیے کہ اضافہ رزق کی خبر کا مقصود کیا ہے؟ اس خبر کا مقصود زیادہ کھانے کی ترغیب دینا نہیں بلکہ انفاق و صدقات و خیرات کی ترغیب دینا ہے جیسا کہ ما قبل کے الفاظ ((و هو شهر المواساة)) ”یہ توبہ ہمی ہمدردی

(18) احیاء علوم الدین، ربیع العبادات، کتاب اسرار الصوم، الفصل الثاني فی اسرار الصوم و شروطه الباطنة

(19) مدارج السالکین، ص 458، دار الكتب العربي، بيروت، الطبعة الثانية 1393-1973

(20) مناقب الشافعی وآدابه، ابن ابی حاتم الرازی

(21) شعب الایمان للبیهقی، ص 305 الناشر دار الكتب العلمية، الطبعة الاولى 1410

کا مہینہ ہے، اور ((من فطر فیہ صائمًا)) "اور جس نے روزے دار کو افطار کرایا" سے متشرع ہوتا ہے جیسا کہ علامہ طیب بن عثیمین وغیرہم نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ پس انسان کو وسعتِ رزق کے بدالے میں وسعتِ صدقہ کا مظاہرہ کرنا چاہیے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کی مخاتootِ رمضان میں بام عروج تک جا پہنچا کرتی تھی۔

دوسرا اشکال یہ لاحق ہوتا ہے کہ تقلیل طعام، نبی اکرم ﷺ کے الفاظ ((من اشعیع صائم ما سقاہ اللہ من حوضی))⁽²²⁾ "جس نے روزے دار کو سیری کی حد تک کھلادیا اللہ سے میرے حوض سے پلائے گا" کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً حدیث میں سیر ہو کر کھانے کا ذکر موجود ہے لیکن سیاق کلام پر غور کریں تو یہ کھانے کا نہیں بلکہ کھلانے کا بیان ہے۔ بعض معاملات جو فریقین کے درمیان انجام پاتے ہیں ان میں ہر فریق کے لیے ہدایت مختلف ہوتی ہے اس اصول کے تحت میزان کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے مہمان کی خاطر تواضع میں میرحد تک وسعت کرے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مہمان بھی ضرور زیادہ ہتی کھائے بلکہ اسے اعلیٰ اقدار کا خیال رکھتے ہوئے قدرے کم ہی کھانا چاہیے۔

تبیہ: تقلیل طعام میں اتنا مبالغہ کرنا (جس کا آج کے دور میں کم ہی امکان ہے) کہ انسان کمزور و لا غرہ جائے کہ شرعی فرائض اور دیگر حقوق ادا نہ کر سکے، کو علماء نے حرام قرار دیا ہے۔ نیز امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں تقلیل طعام کی قباحت و مذمت اور کھانے کے مختلف مراتب بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ پیٹ پر بھر کر کھانا اس صورت میں مکروہ ہے جب یہ ہمیشہ کا معمول بن جائے یا پھر انسان کا اکثر اوقات یہی رو یہ ہو البتہ بھی کبھار پیٹ بھر کر کھالیتا کراہت سے بری ہے۔

النوع طعام

کھانے میں ایک سے زائد کھانوں کا اہتمام بھی ایک ناپسندیدہ چیز ہے کیوں کہ اس میں لذت و عیش کوشی کا عصر یا اس جانب پیش قدمی پائی جاتی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں یمن کی طرف جانے لگا تو آپ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی ((إِيَّاكُ وَالنَّعَمَ فِإِنَّ عَبَادَ اللَّهِ لَيُسْأَوا بِالْمُتَّعَمِينَ)) عیش کوشی سے بچتے رہنا کیوں کہ اللہ کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے۔

یہی بات، لذت کام وہن کے بارے میں آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمائی: ((سیکون رِ جاں مِن

(22) شعب الایمان للبیهقی، فضائل شهر رمضان، ص 305 الناشر دار الكتب العلمية، الطبعة الاولى 1410

(23) مسندا احمد، مسندا الانصار، حدیث معاذ بن جبل

امتنی یا کلوں الوان الطعام، ویشربون الوان الشراب، ویلیسون الوان الشیاب، ویتشدقون فی الکلام، فاولنک شراز امتنی))⁽²⁴⁾ ”میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو قسم قسم کے کھانے کھائیں گے اور قسم قسم کے شربت پیا کریں گے اور زنگارنگ کپڑے پہنا کریں گے اور (بلا احتیاط) کثرتِ کلام کیا کریں گے، لیکن یہ میری امت کے برے لوگ ہوں گے۔“

حدیث پاک ویسے تو پوری زندگی کے لیے عام ہے لیکن اس میں ہمارے رمضان کے لیے خاص بدایات ہیں کیوں کہ ہماری افطاریوں پر کھانے زنگارنگ کے ہوتے ہیں، نیز گرمیوں میں انواع و اقسام کے مشروبات کا اہتمام بھی کافی ہوتا ہے اور ان دونوں چیزوں کا زیادہ استعمال تراویح اور دوسرا عبادت میں خلل کا باعث بنتا ہے۔ ہماری عید کی تیاری میں ملبوسات پر تکلف بہت بڑھ چکا ہے نیالباس اگرچہ منسون ہے لیکن اس میں تکلف و قصع اور تعدد بہت بڑھ چکا ہے۔

امیر صنعتی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ”یہ راذبیں رنگارنگ اور ایک سے زیادہ کھانے حرام ہیں بلکہ ان کی کراہت بیان کی گئی ہے اس لیے کہ یہ توسع فی الکلام کا ذریعہ بنتے ہیں۔“⁽²⁵⁾

علامہ عبد الرؤوف المنادی رحمۃ اللہ علیہ شرح حدیث میں فرماتے ہیں ”اگرچہ زیادہ اقسام کا کھانا حرام نہیں بلکہ جائز ہے لیکن اس کا مسلسل اہتمام کرنا مناسب نہیں اس لیے کہ اس سے انسان عیش کو شکی کا عادی ہو کر دنیا اور اس کی لذات و طلب میں مگن ہوتا جاتا ہے اور یہ چیزیں اسے گناہ کے راستے پر ڈال دیتی ہیں۔“⁽²⁶⁾

تجربے سے ثابت ہے کہ کئی اقسام کے سالن و ترکاریاں، زیادہ کھانے کا باعث بنتے ہیں اور اگر یہ زیادہ کھانا افطار کے بعد ہو تو انسان عبادت سے پچھے رہ جاتا ہے۔

ضیافت افطار

نبی اکرم ﷺ نے سعد بن معاذ کے ہاں افطار فرمایا تو بعد میں یہ دعا دی : ((أَفْطَرَ عَنْكُم الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَازَ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمُلَائِكَةُ))⁽²⁷⁾ ”تمہارے پاس روزے دار

(24) صحيح الترغيب والترهيب، كتاب اللباس والزيينة، الترغيب في ترك الترفع في اللباس

(25) التسويق شرح الجامع الصغير، ص 496، الناشر مكتبة دار السلام، الرياض الطبعة الاولى 1432-2011

(26) فيض القدير شرح الجامع الصغير، ص 204، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى 1994-1415

(27) سنن ابن ماجہ، كتاب الصيام، باب في ثواب من فطر صائم

عظمت صیام اور تقلیل طعام

افطار کریں، تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تم پر دعائیں بھیجیں۔ آپ ﷺ کے الفاظ (صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) کے خبر یہ یاد گئی ہے، ہونے کا امکان ہے بہر حال دونوں کے مطابق افطار کرنے کی فضیلت کی تعلیم ملتی ہے۔ صحابہ کرام ﷺ آپ میں دعوت افطار کا کتنا کچھ اہتمام فرماتے تھے، اس حوالے سے ہمیں مطالعے کا موقع نہیں ملا البتہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کی عام ضیافت صحابہ کرام ﷺ اور تبعین عظام ﷺ کے عام معمول میں سے تھی۔ کھانا کھلانے کی عمومی ترغیب بکثرت احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ امام ابن ابی الدنيا نے الاخوان میں، رسول روایت نقش کی ہے: ((أَضْفِ بِطَعَامَكَ مَنْ شَجَبَ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) ”اپنے کھانے سے اس کی ضیافت کرو جس سے تم اللہ کے لیے محبت کرتے ہو۔“ (28)

اس سے بھی اپنے دوستوں کی ضیافت کی ترغیب ملتی ہے۔ انھی ضیافتوں میں افطار کی ضیافت بھی ہے جس کا بہت اجر بیان کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ((مَنْ فَطَرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْفَضِّلُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا)) (29) جو کسی روزے دار کو افطاری کرائے گا اس کو روزے دار کے اجر کے مثل ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ روزے دار کے اجر میں سے کچھ کمی کی جائے۔

اہتمام طعام اور ضیافت

ذہن میں رہے کہ اسلام میں مہمان کا حق رکھا گیا ہے اور اس حق میں سے ایک حق اس کے کھانے کا اہتمام کرنا بھی ہے۔ صحابہ کرام کا نبی اکرم ﷺ کی دعوت میں کھانا تیار کرنا روایات سے ثابت ہے یہاں تک کہ مسلم شریف کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرات شیخین ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی ﷺ کے گھر تشریف لے گئے تو میز بان نے پہلے خشک و تر کھجوریں پیش کیں اور اس کے بعد بکری ذبح کر کے ان کے لیے کھانا تیار کروایا۔ امام نووی ﷺ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ”اس حدیث میں کھانے سے پہلے پھل وغیرہ کھانے کی پسندیدگی اور کھانے سے پہلے مہمان کی تواضع کرنے کی پسندیدگی کا بیان ہے۔ علمائے سلف سے مہمان کی خاطر جو اہتمام طعام کی کراہت منقول ہے وہ اس صورت میں ہے جب میز بان پر یہ اہتمام گرال گزرتا ہو۔“

(28) الاخوان لابن ابی الدنيا، باب فی اطعم الطعام للاخوان

(29) جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی فضل من فطر صائمًا

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ((لَا يَنْكَلِفَنَّ أَحَدٌ لِلضَّيْفِ مَا لَا يُقْدِرُ عَلَيْهِ))⁽³⁰⁾

”تم میں سے کوئی بھی مهمان کے لیے اتنا تکلف نہ کرے جو اس کے مقدور سے باہر ہو۔“

شیق بن ثور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے روٹی اور نمک ہمیں پیش کیا اور کہا ((لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ نَهَا نَعْنَ الْتَّكَلْفِ لَتَكَلَّفْتُ لَكُمْ))⁽³¹⁾ ”اگر ہمیں تکلف سے روکانے گیا ہوتا تو میں تمہارے لیے تکلف کرتا۔“

سچی بات یہ ہے کہ تکلف انسانوں پر بہت بوجھ بن جاتا ہے جیسا حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”انسانوں کے تعلقات تکلف ہی کی وجہ سے ختم ہوتے ہیں۔ ایک شخص دوسرا سے ملنے آتا ہے اور میزبان تکلف کا مظاہرہ کرتا ہے۔ مہمان چونکہ اس تکلف کے شایان تکلف نہیں کر سکتا پس اس سبب وہ دوبارہ اس کے پاس آنے ہی سے باز آ جاتا ہے۔“⁽³²⁾ یہ بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ محبت تکلف کے آداب بجلادیتی ہے جوں جوں محبت بڑھتی جاتی ہے تکلف گھٹتا جاتا ہے پس انسان کی دوستی کا ایک امتحان یہ بھی ہے کہ کبھی کبھی اپنے دوست کی ضیافت وال ساگ پر بھی کرنی چاہیے فصالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس جب ان کے بھائی آتے تو جو کچھ موجود ہوتا وہ پیش کر دیتے بسا اوقات پنگ کے نیچے سے ایک تھیلانک لئے اور اس میں سے کھجور میں نکال کر پیش کرتے اور کہتے، میں نے تمہارے لیے بچارکی تھیں۔“⁽³³⁾

(30)شعب الإيمان للبيهقي، ص 128، مكتبة الرشد للنشر بالرياض، الطبعة الأولى 1423-2003

(31)المستدرک على الصحيحين، ص 136، الناشر دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى

1990-1411

(32)إحياء علوم الدين، رب العادات، كتاب آداب الألفة والأخوة

(33)الاخوان لابن أبي الدنيا، باب فى اطعام الطعام للأخوان

رہنمائے اعتکاف

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا وہ، (اعتکاف کی وجہ سے اور مسجد میں مُقید ہو جانے کی وجہ سے) گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کا نیکیوں کا حساب ساری نیکیاں کرنے والے بندے کی طرح جاری رہتا ہے اور نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

اعتکاف

رمضان المبارک اور بالخصوص اس کے آخری عشرے کے اعمال میں سے ایک اعتکاف بھی ہے۔ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے کیسو اور سب سے منقطع ہو کر بس اللہ سے لوگا کر کسی مسجد کے کونے میں مقید ہو جائے اور سب سے الگ تباہی میں اس کی عبادت اور اسی کے ذکر و فکر میں مشغول رہے، یہ خواص بلکہ اخصل الخواص کی عبادت ہے۔ اس عبادت کے لیے بہترین وقت رمضان المبارک اور خاص کر اس کا آخری عشرہ ہی ہو سکتا تھا، لہذا اسی لیے اس کا انتخاب کیا گیا۔

نزول قرآن سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی طبیعت مبارکہ میں سب سے کیسو اور الگ ہو کر تباہی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر کا جو جذبہ پیدا ہوا تھا، جس کے نتیجے میں آپ مسلسل کئی میئے غایر حرام میں خلوت گزی گئی کرتے رہے، یہ گویا آپ کا پہلا اعتکاف تھا اور اس اعتکاف ہی میں آپ کی روحانیت اس مقام تک پہنچ گئی تھی کہ آپ پر قرآن مجید کا نزول شروع ہو جائے۔ چنانچہ حررا کے اس اعتکاف کے آخری ایام ہی میں اللہ کے حامل وحی فرشتے جو بیل ﷺ سورہ علق کی ابتدائی آیتیں لے کر نازل ہوئے۔ تحقیق یہ ہے کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ اور اس کا آخری عشرہ تھا اور وہ رات شب قدر تھی، اس لیے بھی اعتکاف کے لیے رمضان المبارک کے آخری عشرے کا انتخاب کیا گیا۔
(مانوڑ: معارف الحدیث جلد چہارم کتاب الصوم)

شب قدر کی دعا

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفْوٌ كَرِيمٌ ثَحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِي⁽¹⁾

”اے اللہ بے شک تو معاف فرمانے والا اور بڑا کرم فرمانے والا ہے معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے معاف فرمادے۔“

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں زندگی میں ایک بار پھر رمضان المبارک کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا ہے اور اپنے خصوصی فضل و کرم سے آپ کو لاکھوں لوگوں میں سے چن کر اپنے گھر یعنی مسجد میں اس سنت کو ادا کرنے کا موقع دیا، جو رسول اکرم ﷺ کو مجبوب تھی یعنی رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف۔

دنیا میں اعتکاف کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ اس عبادت کے نتیجے میں انسان سابقہ گناہوں کو ترک کر دے

اور اب اس کی زندگی پہلے کے مقابلوں میں پا کیزہ ہو جائے۔

اعتكاف کے معنی لغت میں: کسی جگہ ٹھہرنا، جرم کریٹھنا ہم یہاں اعتماد کے بارے میں چند ضروری فضائل و مسائل ذکر کرتے ہیں۔

اصطلاح شریعت: مسجد میں مسجدوں میں امعناف ہو تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔ (البقرۃ: 187)

مشروعیت: ”اوجب تم مسجدوں میں امعناف ہو تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو“ نبی اکرم ﷺ ہر سال رمضان میں دس دن اعتماد کیا کرتے تھے اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ ﷺ نے 20 دن اعتماد کیا تھا۔ (2)

اعتكاف کی قسمیں:

1- اعتماد مسنون، 2- اعتماد نفل، 3- اعتماد واجب

1- اعتماد مسنون: اس سے مراد وہ اعتماد ہے جو رمضان المبارک کی اکیسویں شب سے شوال کا چاند دیکھنے تک کیا جاتا ہے۔ چونکہ آپ ﷺ ہر سال ان دونوں کا اعتماد فرمایا کرتے تھے اس لیے اس کو اعتماد مسنون کہتے ہیں۔

2- اعتماد نفل: وہ اعتماد جو کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔

3- اعتماد واجب: وہ اعتماد جو نذر یا مانت ماننے سے واجب ہوتا ہے، یا کسی مسنون اعتماد کو فاسد کرنے سے اس کی قضاۓ واجب ہو گئی ہو۔

حسب توفیق مفتاح اللدعائی کے گھر میں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ اپنی پوری توجہ عبادت اور تعلیم دین پر مرکوز رکھے۔ ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے اعتماد کی روح جروح ہو۔ اعتماد ایک عظیم عبادت ہے جس کا مقصد ہے، دنیوی معاملات سے وقی طور پر لائق ہو کر بالکل یکسو ہوتے ہوئے اللہ سے لو رکانا۔ اعتماد کی عبادت کا کسی درجے میں حق ادا کرنے کے لیے ہمیں چند امور کا اہتمام کرنا چاہیے اور چند امور سے اجتناب کرنا چاہیے۔

کیا کرنا ہے؟

(1) فرض نماز اور تراویح کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں مثلاً اشراق، چاشت، اواین، تحریۃ الوضو اور تحریۃ المسجد کا اہتمام۔

(2) قرآن کی تلاوت، ترجمہ، تفسیر کا مطالعہ اور قرآن حکیم پر تدبیر۔

2- صحيح البخاری، کتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف فی العشر الاوسط من رمضان

- (3) مسنون اذکار، درود شریف اور استغفار کا اہتمام۔
- (4) دینی کتب کامطالعہ اور دینی مخالف میں شرکت۔
- (5) حصول بخشش و جنت اور نجات جہنم کے لیے دعاوں کا اہتمام۔
- (6) گزشتہ گناہوں کی معافی اور آئندہ نافرمانی سے بچنے کا عزم اور اس کے لیے توفیق کی دعا۔
- (7) طاق راتوں میں خصوصی طور پر عبادت کا اہتمام۔
- (8) مسجد کے تقدس اور صفائی سترہ اُنی کا خاص خیال۔
- (9) جمعہ کے دن درود شریف کا کثرت سے ورد اور سورہ کہف کی تلاوت کرنا۔
- (10) ہمیشہ باوضور ہنکری کی کوشش۔
- (11) غسل واجب ہونے کی صورت میں مسجد سے فواز بابر نکل کر غسل کرنا۔

کیا نہیں کرنا ہے؟

- (1) دنیوی کاموں میں مشغول ہونا۔
- (2) بالکل خاموش رہنا گویا چاپ کا روزہ رکھ لیا ہو۔
- (3) فضول گفتگو، غائبت، جھوٹ، مذاق اور لا یعنی باتوں میں مشغول ہونا۔
- (4) واجب غسل کے علاوہ غسل کے لیے جاتا۔ "مسنون اعتماد" میں جمعہ کے غسل، ہنڈک کی خاطر غسل کے لیے مسجد سے باہر نہیں جانا چاہیے، ہاں نفلی اعتماد میں ایسا کر سکتے ہیں، اس صورت میں جتنی دیر غسل کے لیے باہر نہیں گئے اتنی دیر کا اعتماد معتبر نہیں ہوگا۔" مسنون اعتماد میں اس مقصد کے لیے مسجد سے باہر جائیں گے تو اعتماد ٹوٹ جائے گا، ہاں اگر ایسا ممکن ہو کہ مسجد کی حدود میں ہی شب میں نہایاں یاحدو مسجد میں اس طور سے نہایں کہ پانی مسجد سے باہر گرے تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔ (احکام اعتماد از حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ علیہ)
- (5) رفع حاجت، وضو اور غسل کے لیے مسجد سے باہر نکلنے کے بعد ضرورت سے زیادہ وقت لگانا اور گفتگو میں مصروف ہونا۔
- (6) دیگر معتقد کفیں کی عبادت اور آرام میں خلل ڈالنا۔
- (7) بلا ضرورت حدود مسجد سے باہر نکلنا۔
- (8) بچلی اور پانی کے خرچ میں اسراف کرنا۔

(9) دوسروں کی چیزیں بلا اجازت استعمال کرنا مثلاً چیل، تکیہ، بستر، صابن، تولیہ وغیرہ

(10) مسجد کی اشیاء مثلاً دری، چادر وغیرہ ذاتی استعمال میں لینا۔

اعیانکاف کن کاموں سے ٹوٹتا ہے؟

1- حونج ضروریہ (پیشاب، پاخانہ، غسل جبات وغیرہ) کے علاوہ ایک لمحہ کے لیے بھی شرعی حدود مسجد سے باہر نکل گیا۔

2- اگر معتمکف شرعی ضرورت سے باہر نکلے، لیکن ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ کے لیے بھی زائد طہرہ جائے تو اس سے بھی اعیانکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

3- اگر کوئی شخص مسجد کی حدود میں سے کسی حصے کو مسجد سمجھ کر چلا گیا حالانکہ وہ حصہ مسجد میں نہیں ہے تو اس سے بھی اعیانکاف ٹوٹ گیا۔ اس لیے اعیانکاف سے پہلے مسجد کی شرعی حدود انتظامیہ سے اچھی طرح معلوم کر لینی چاہیے۔

4- مسنون اعیانکاف کے لیے چونکہ روزہ شرط ہے، اس لیے روزہ توڑ دینے سے بھی اعیانکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

5- بلا ضرورت شرعی مسجد سے باہر نکلنا خواہ جان بوجھ کر ہو، یا بھول کر، یا غلطی سے بہر صورت اس سے اعیانکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

حدود مسجد کا مطلب

عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں، لیکن شرعی اعتبار سے یہ پورا احاطہ مسجد ہونا ضروری نہیں، بلکہ شرعاً صرف وہ حصہ مسجد ہوتا ہے جسے بانی نے مسجد قرار دے کر وقف کیا ہو۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمین کے کسی حصے کا مسجد ہونا اور چیز ہے اور مسجد کی ضروریات کے لیے وقف ہونا اور چیز۔ شرعاً مسجد صرف اتنے حصے کو کہا جائے گا جسے بنانے والے نے مسجد قرار دیا ہو، یعنی نماز پڑھنے کے سوا اس سے کچھ اور مقصد نہ ہو، لیکن تقریباً ہر مسجد میں کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے، مثلاً وضو خانہ، غسل خانہ، نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ، امام کا جگہ وغیرہ۔ اس حصے پر شرعاً مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ لہذا ان جگہوں پر بلا ضرورت شرعی جانے سے اعیانکاف ٹوٹ جائے گا (مانوذ ”احکام اعیانکاف“، از حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)۔

اسی طرح بعض اوقات محراب بھی مسجد کی حدود میں داخل نہیں ہوتا چنانچہ مسجد کے متولی حضرات سے پوچھ لینا چاہیے کہ مسجد کی شرعی حدود کون سی ہیں؟ پھر ان کی پاسداری کی جائے۔

مسجد کے آداب

(1) مسجد کی خدمت کیجیے اور اس کو آباد رکھیے۔ مسجد کی خدمت کرنا اور آباد رکھنا ایمان کی علامت ہے۔

إِنَّمَا يُعْمَلُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (التوبہ: 18)

”اوہ اللہ کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔“

(2) مسجد کو صاف ستر کریں۔

(3) جب اذان ہو رہی ہو، اذان کا جواب دیں۔

(4) اذان کے بعد دعا پڑھیں۔

(5) مسجد میں نماز کے لیے ذوق و شوق سے جائیے۔ ہنستے بولتے غفلت کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا غافلوں اور بے ادبوں کا کام ہے۔

(6) مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اندر رکھیں اور دعا پڑھیں۔

(7) مسجد میں داخل ہونے کے بعد دور کعت نفل پڑھیے۔ اس نفل کو ”تحیۃ المسجد“ کہتے ہیں۔

(8) امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے اور رکعت پانے کے لیے مسجد میں مت دوڑیں۔ یہ مسجد کے احترام کے خلاف ہے۔ رکعت ملے یا نہ ملے سنجیدگی، وقار اور عاجزی کے ساتھ مسجد میں چلی اور بھاگ دوڑ سے پرہیز کیجیے۔

(9) مسجد میں سکون سے بیٹھیں اور دنیاوی باتیں نہ کریں۔

(10) مسجد میں ایسے چھوٹے بچوں کو نہ لے جائیں جو مسجد کے احترام کا شکون رکھتے ہوں۔

(11) مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالیں اور نکلنے کی دعا پڑھیں۔

سو نے اور جان گنے کے آداب

(1) رات کو جلد سونے اور صبح جلد جان گنے کی عادت ڈالیے۔

(2) سونے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر بستر کو تین بار جھاڑ لیں۔ (ابن ماجہ)

(3) باوضسو نے کی کوشش کیجیے۔

(4) سونے ہوئے ساتھیوں کے درمیان میں بات چیت کرنے سے پرہیز کیجیے۔

(5) سونے سے پہلے کچھ حصہ تلاوت قرآن اور منون اذکار مثلاً ایک بار آیت الکری، تین بار [استغفار اللہ الّذی]

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ وَاتُّوْبُ إِلَيْهِ [۳] پڑھنے کی عادت ڈالیے۔

(6) داکیں کروٹ لیٹ کردا ہنا ہاتھ، وابنے رخسار کے نیچر کھر سونا سنت ہے۔ (شاملی ترمذی)

(7) سوتے وقت یہ دعا پڑھیں: ((اللَّهُمَّ إِسْمِكَ أَهْمُثُ وَأَخْيَا))⁽⁴⁾ (اے اللہ میں تیرے نام کے ساتھ

مرتا اور جیتا ہوں

(8) صحیح بیدار ہو کر یہ دعا پڑھیں: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَخْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)) (تمام شکر، تمام

تعزیف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں زندہ کیا، ہماری موت کے بعد اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)

حضرت خدیفہ رض سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ رات کو بستر پر لیٹتے تو اپنا

(دایاں) ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے: اللَّهُمَّ إِسْمِكَ

أَهْمُثُ وَأَخْيَا (اے اللہ میں تیرے نام کے ساتھ مرتا اور جیتا ہوں) اور پھر جب آپ بیدار ہوتے تو اللہ تعالیٰ

کے حضور میں عرض کرتے: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَخْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ⁽⁵⁾ (تمام شکر، تمام تعزیف

اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں زندہ کیا ہماری موت کے بعد اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)۔

سوکرائٹھنے کے بعد ہاتھ دھونے بغیر پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالیے۔

(10) اٹھنے کے بعد بستر کو لپیٹ کر رکھیں۔

نماز مع ترجمہ

چونکہ اعتکاف میں ایک شخص کے پاس خاصا وقت ہوتا ہے جس میں وہ دین سکھے اور اپنے فہم میں اضافے کی کوشش کر سکتا ہے لہذا نماز کا ترجمہ درج کیا جا رہا ہے، جسے یاد کر لینے کا یہ عمدہ موقع ہے۔

تکبیر تحریمہ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ سبَّبَ

شانہ: سبِّحْنَكَ اللَّهُمَّ پاک ہے تو اے اللہ! وَبِحَمْدِكَ اور تعریف تیرے لیے ہے
وَتَبَارَكَ اسْمُكَ اور برکت والا ہے تیر انام وَتَعَالَى جَدُّكَ اور بلند ہے تیر ا مقام وَلَا إِلَهَ
غَيْرُكَ اور نہیں ہے تیرے سوا کوئی معبود۔

تعوذ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردوں سے

3:- سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی الاستغفار

4:- صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب وضع اليد اليمنى تحت الخد

5:- صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب ما يقول اذا نام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت حرم فرمائے
والا ہے۔

الحمد لله رب تعريف اور شکر اللہ کے لیے ہے رَبُّ الْعَالَمِينَ جو سب جہانوں کا پروردگار ہے
الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ حرم فرمائے والا ہے ملکِ یوم الدین قیامت کے دن کا
مالک ہے ایاگ تَعْبُدُهُمْ تیری ہی عبادت کرتے ہیں وَ ایاگ نَشَعِینَ اور تجوہ ہی سے مدد
چاہتے ہیں اهْدَنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ہم کو سیدھا راستہ دکھا صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا غیر المغضوب عَلَيْهِمْ جن پر نہ تیر اغضب ہوا
وَ لَا الصَّالِحِينَ نَوْهٌ كُرَاهٌ ہوئے (آمین قول فرما)

قول ہو اللہ احـد کہہ دوہ اللہ اکیلا ہے اللہ الصَّمَدُ اللہ بے نیاز ہے لَمْ يَلِدْ نَوْهٌ کسی کا باپ ہے
وَ لَمْ يُوْلَدْ اور نہ کسی کا بیٹا وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ كَفُوًا احـد اور اس کے برابر کوئی نہیں ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّ الْعَظِيمِ پاک ہے میرا رب بزرگی والا۔

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ اللَّهُ نَسِيَنَ (اس کی بات) جس نے اس کی تعريف کی۔

رَبِّنَاكَ الْحَمْدَأے ہمارے پروردگار تیرے ہی لیے سب تعريف ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى پاک ہے میرا پروردگار بلند شان والا۔

رَبِّ اغْفِلْنِي اے میرے رب مجھے بخش دے۔

الْتَّحَمَّاثُ لِلَّهِ تَمَّ قولی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں وَالصَّلَاةُ وَالطَّبَابَاتُ اور بدی اور مالی
عبدتیں السَّلَامُ عَلَيْکَ آئیہا النَّبِیٰ اے نبی ﷺ آپ پر سلام ہو وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَرَبِّ کَائِنٍ اور
اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں السَّلَامُ عَلَيْنَا سلام ہو ہم پر وَعَلَی عبادِ اللہ الصَّالِحِینَ اور اللہ
کے نیک بندوں پر اشہد میں گواہی دیتا ہوں اَنَّ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَوَنی معبود نہیں سوائے اللہ کے
وَأشہدُ اور میں گواہی دیتا ہوں اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ یقیناً محمد ﷺ اس کے بندے وَرَسُولُهُ اور
اس کے رسول ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ اے اللہ رحمت سمجھیت محمد ﷺ پر وَعَلَی الْمُحَمَّدِ اور محمد ﷺ کی
آل پر كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى ابْرَاهِيمَ جیسا کہ تو نے رحمت سمجھی ابراہیم ﷺ پر وَعَلَی الْأَبْرَاهِیْمَ
اور ابراہیم ﷺ کی آل پر انک حمید مَحْمِدَ تعریف کے لائق شان والا ہے اللَّهُمَّ

تسبیح رکوع:

تسبیح:

تحمید:

تسویح سجدة:

جلسہ:

تشہد:

دروڑ شریف:

بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ اَسْنَدَ اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ نَازِلَ كَرِيمٌ مُحَمَّدٌ اَوْ مُحَمَّدٌ مُلِيُّ عَلَيْهِمُ الْحَمْدُ كَيْ آلٌ
پر کما بارکت علی ابراہیم جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہم السلام پر وعلی ای
ابراہیم اور ابراہیم علیہم السلام کی آل پر انگ حمید مسیح یقیناً تو تعریف کے قابل شان والا
ہے۔

اللَّهُمَّ اَسْنَدَ اللَّهَ اَنْتَ ظَلَمَتْ نَفْسِي يَقِينًا مِّنْ نَّلَمْ كَيْا اپنی جان پر ظَلْمًا كَثِيرًا بہت ظلم وَلَا
يَغْفِرُ الذُّنُوبُ اور کوئی نہیں بخشنا گناہوں کو الائاتِ وَايے تیرے فاغفر لی سوچش دے مجھے
مَغْفِرَةٌ مِّنْ عِنْدِكَ اپنی خاص بخشش سے واڑِ حُمْنی اور حرم فرمایا مجھ پر انگ آئُتَ الْغَفْوَرُ
الْجَيْمِ بے شک تو ہی بخشش والامہربان ہے۔

دعای:

السلام علیکم و رحمة الله ثم السلام هو اور اللہ کی رحمت

دعاً قوت: اللَّهُمَّ اَنَا نَسْتَعِينُكَ اَنَّ اللَّهَ هُمْ تَجْهِيْسَ مَدْمَانَتِي بِنِي وَنَسْتَغْفِرُكَ اَوْ تَجْهِيْسَ مَغْفِرَتِي مَانَتِي بِنِي
وَنَوْمِنِي بِكَ اور تیری بہتر خوبیاں بیان کرتے ہیں وَنَتَوْكِلُ عَلَيْكَ اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں وَنَشْتَرِي
عَلَيْكَ الْخَيْرَ اور تیری بہتر خوبیاں بیان کرتے ہیں وَنَشْكُرُكَ اور تیری اشکر کرتے ہیں وَلَا
نَكْفُرُكَ اور تیری ناشکری نہیں کرتے وَنَخْلُعُ اور ہم علاحدہ رہتے ہیں وَنَتَزَرُكَ اور ہم چھوڑتے
ہیں مَنْ نَفْعَجُوكَ اس کو جو تیری نافرمانی کرے اللَّهُمَّ اَسْنَدَ اللَّهَ اَيَاكَ تَعْبُدُهُمْ تَيْرِي ہی عبادت
کرتے ہیں وَلَكَ نُصْلَى اور تیرے لیے نماز پڑھتے ہیں وَنَسْجُدُ اور سجدہ کرتے ہیں
وَالَّيْكَ نَسْعَى اور تیری ہی طرف لپکتے ہیں وَنَخْفِدُ اور تابعداری کرتے ہیں وَنَزَجُو
رَحْمَتَكَ اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں وَنَخْشِي عَذَابَكَ اور تیرے عذاب سے ڈرتے
ہیں ان عذاب کے یقیناً تیرے عذاب بالکفار ملحق کافروں کو پیچنے والا ہے۔

اللَّهُمَّ اَسْنَدَ اللَّهَ اَعْتَنِي عَلَى ذَكْرِكَ میری مد فرمادے ذکر کے لیے وَشُكْرُكَ اور اپنے شکر
کے لیے وَحْسَنِ عبادت کے لیے۔

تجھر کی فضیلت اور اہمیت

☆ نبی اکرم علیہم السلام کو نماز تجھ کی تلقین اور اس کے نتیجے میں مقامِ محمودی بشارت دی گئی۔
وَمِنَ الْيَلِ فَتَهْجَدُ بِهِ نَافِلَةً لَكَ فَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ أَنَّ يَعْشَكَ رَبُّكَ مَقَامَ مُحَمَّدٍ

☆ متین کی صفات میں سے ہے:

كَانُوا أَقْبِلِيًّا مِنَ اللَّيلِ مَا يَفِي جَغْفُونَ وَبِالْأَسْخَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (الذاريات: 17-18)

”وہ رات کو تھوڑا ہی سوتے تھے اور سحر کے وقت بخشش مانگتے تھے۔“

☆ حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا لک اور رب تبارک و تعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے، سماں دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اُس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے، میں اُس کو عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے، میں اس کو بخش دوں۔“⁽⁶⁾

☆ حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز کے بعد سب سے افضل درمیان رات کی نماز (یعنی تہجد) ہے۔“⁽⁷⁾

☆ حضرت ابو امامہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم تہجد ضرور پڑھا کرو کیوں کہ وہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ اور شعار رہا ہے اور قرب الہی کا خاص وسیلہ ہے اور وہ گناہوں کے بڑے اثرات کو مٹانے والی اور گناہوں سے روکنے والی چیز ہے۔“⁽⁸⁾

اشراق اور چاشت کے نوافل

☆ فجر سے لے کر ظہر کے طویل و دقیق میں کوئی نماز فرض نہیں کی گئی ہے مگر اس درمیان میں ”صلوٰۃ الفجح“ کے عنوان سے کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ جمیٰ ہو سکیں، انقلی رکعتیں پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اگر یہ رکعتیں طویل آفتاب کے تھوڑی ہی دیر کے بعد پڑھی جائیں تو ان کا اشراق کہا جاتا ہے اور دن اچھی طرح چڑھنے کے بعد اگر پڑھی جائیں تو ان کو چاشت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اشراق کی 2 رکعت نفل اور چاشت کی چار رکعت پڑھنا مستحب ہے۔

☆ حضرت ابو ذر غفاری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص کے جوڑ جوڑ پر صحیح کو صدقہ ہے۔ پس ایک دفعہ سب سخان اللہ ہبنا بھی صدقہ ہے اور الحمد لله ہبنا بھی صدقہ ہے اور لا إله إلا الله ہبنا بھی صدقہ ہے اور اللہ اکابر کہنا بھی صدقہ ہے اور امر بالمعروف اور نهى عن المنکر بھی صدقہ ہے اور اس شکر کی ادائیگی کے

6: صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب الدعاء في الصلاة من آخر الليل

7: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم

8: جامع الترمذى، كتاب الدعوات، باب فى دعاء النبي ﷺ

لیے دور کعتیں کافی ہیں جو آدمی چاشت کے وقت پڑھے۔⁽⁹⁾

☆ حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے فرزید آدم! تو دن کے ابتدائی حصے میں چار کعتیں میرے لیے پڑھا کر میں دن کے آخری حصے تک تجھے کفایت کروں گا۔⁽¹⁰⁾

☆ معاذہ عذرا ویہ بیان کرتی ہیں، میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا، رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کی کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا، چار کعتیں، اور اس سے زیادہ جبکہ اللہ چاہتا۔⁽¹¹⁾

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے دور کعت چاشت کا اہتمام کیا اُس کے سارے گناہ بخشن دیے جائیں گے، اگرچہ کثرت میں سمندر کے جھاؤں کے برابر ہوں۔⁽¹²⁾

فضیلتِ تلاوتِ قرآن

☆ قرآن حکیم میں تلاوت قرآن کے عمل کا خصوصی ذکر: ”اور اے نبی ﷺ! آپ کسی حال میں نہیں ہوتے اور نہ آپ قرآن میں سے کچھ تلاوت کرتے ہیں اور نہ کوئی عمل کرتے ہیں مگر یہ کہ ہم اس پر خود گواہ ہوتے ہیں۔⁽¹³⁾

(یونس: 61)

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے قرآن کا ایک حرفا پڑھا اُس نے ایک بینکی کمالی اور یہ ایک بینکی اللہ تعالیٰ کے قانون کرم کے مطابق دس بینکیوں کے برابر ہے (مزید وضاحت کے لیے آپ نے فرمایا) میں نہیں کہتا (یعنی میرا مطلب یہ نہیں ہے) کہ ”الْم“ ایک حرف ہے، بلکہ الْف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور بیم ایک حرف ہے (اس طرح ”الْم“ پڑھنے والا بندہ تیس بینکیوں کے برابر ثواب حاصل کرنے کا مستحق ہوگا)۔⁽¹⁴⁾

☆ حضرت ابوسعید خدريؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے جس شخص کو قرآن نے مشغول رکھا میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال اور دعا کرنے سے، میں اُس کو اس سے افضل عطا کروں گا جو سائلوں اور دعا کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں، اور دوسرا اور کاموں کے مقابلے میں اللہ کے کلام کو یہی عظمت و فضیلت حاصل ہے جیسی اپنی خلوق کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کو۔⁽¹⁴⁾

9:- صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الصبحي

10:- جامع الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی صلاة الصبحي

11:- صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الصبحي

12:- جامع الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی صلاة الصبحي

13:- جامع الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی من قرأ حفاظ القرآن

14:- جامع الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء کیف كانت قراءة النبي

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی آدم کے قلوب پر اسی طرح زنگ چڑھ جاتا ہے، جس طرح پانی لگ جانے سے لوہے پر زنگ آ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم! لوں کے اس زنگ کو دو کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت۔ (15)

☆ حضرت ابو امامہ بالی رضی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ ارشاد فرماتے تھے: ”قرآن پڑھا کرو وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا شفیق بن کرائے گا۔“ (16)

کھانے کے آداب

- (1) کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھولیں۔
- (2) سنت طریقے پر بیٹھ کر کھائیں۔ اکثر لوں بیٹھ کر یادو ز انوبیٹھ کریاں۔
- (3) یک لگا کرنا نہ کھائیں
- (4) کھانے میں عیب نہ کالیں۔
- (5) کھانے سے پہلے کی دعا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (17)

{شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔}

شروع میں دعا بھول جائیں تو درمیان میں پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ (18)

{اللہ کے نام کے ساتھ اس کا شروع کرنا اور اس کا ختم کرنا}

- (6) سیدھے ہاتھ سے کھائیں۔
- (7) اپنے سامنے سے کھائیں۔
- (8) گرم شے کو ٹھنڈا کر کے کھائیں/بینیں۔
- (9) خوب چبا کر کھائیں۔
- (10) اگر متاخر پر لقمہ رجھائے تو اٹھا کر کھائیں۔
- (11) آپس میں مل کر ایک ساتھ کھائیں۔
- (12) برتن کو چھپی طرح صاف کریں۔
- (13) اجتماعی طور پر مل کر کھانے میں جذبہ ایثار اور دوسروں کی سہولت کا خیال رکھیں۔
- (14) اگر اجتماعی طور پر مل کر کھار ہے ہوں تو پیٹ بھر جانے کے باوجود اپنے ہاتھ کونہ روکیں آہستہ آہستہ کھاتے رہیں۔

15: شعب الایمان للبیهقی، تعظیم القرآن، فصل فی ادمان تلاوة القرآن

16: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب فضل قراءة القرآن

17: سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمة، باب التسمية علی الطعام

18: سنن ابی داؤد، باب التسمية علی الطعام

(16) کھانے کے بعد کی دعا:

{الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ} ⁽¹⁹⁾

”تمام شکر اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمانوں میں سے بنایا۔“

(17) میزبان کے لیے دعا :

{اللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمْنَى وَاسْقِ مَنْ سَقَانِى}

”اے اللہ جس نے مجھے کھلایا تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اسے پلا۔“

پانی پینے کے آداب

(1) بِسْمِ اللّٰهِ پُرہ کر پانی پیئیں۔

(2) پانی دیکھ کر پیئیں۔

(3) پیٹھ کر پیئیں۔

(4) سیدھے ہاتھ سے پیئیں۔

(5) تین سانس میں پیئیں۔

(6) برتن میں سانس نہ لیں۔

(7) گلین یا بوتل میں منڈل کر کرہ پیئیں۔

(8) پینے کے بعد الحمد للہ کریں۔

بیت الخلاء کے آداب

1- طہارت نصف ایمان ہے، لہذا خود کو اور اپنے ماحول کو پاک رکھیے۔ بیت الخلاء کو گندانہ ہونے دیں۔

2- بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

{اللّٰهُمَّ اتُّغُوذُ بِكَ مِنَ الْخَبَثِ وَالْجَبَاثَ} ⁽²⁰⁾

”اے اللہ بے شک میں تیری پناہ میں آتا ہوں ناپاک جنوں اور جنمیوں سے۔“

3- بیت الخلاء سے باہرا کر کریں: {غفرانک} ”اے اللہ! میں تیری بخشش کا طلب گار ہوں“

اور پھر یہ دعا پڑھیں: {الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِ الْأَذْى وَغَافَانِى} ⁽²¹⁾

”تمام شکر تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے سے میری تکلیف دور کر دی اور مجھے عافیت بخشی“

19: صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب اکرام الضیف۔۔۔۔۔

20: صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء

21: سنن ابن ماجہ، کتاب الطهارة، باب ما یقول اذا خرج من الخلاء

مجلس کے آداب

- 1 مجلس میں وسعت پیدا کیجیے۔ یعنی دوسروں کو خوش دلی سے جگہ دیجیے۔
- 2 جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائیں دوسروں کو پھلانگ کر درمیان میں جا کر بیٹھنے کی ہرگز کوشش نہ کریں۔
- 3 مجلس میں دو آدمی آپس میں چکے چکے با تیں نہ کریں۔
- 4 مجلس کی جو با تیں راز کی ہوں انھیں کہیں اور بیان نہ کریں۔
- 5 مجلس کا اختتم مسنون دعا پر کیجیے۔ {سَبْحَنَ اللَّهَمَ وَبِحَمْدِكَ نَشَهِدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوَبُ إِلَيْكَ} (22) اے اللہ تو پاک ہے اور تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم تجھ سے بخشش چاہتے ہیں اور تیرے ہی حضور توبہ کرتے ہیں۔